عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۳۸ | ۱۶ تا ۲۲ صفر المظفر ۱۴۴۱ھ مطابق ۱۶ تا ۲۲ اکتوبر ۲۰۱۹ء | شمارہ: ۳۹

موجودہ ملکی تشویشناک صورتِ حال

قومی نصابِ تعلیم

تاثرات و تجاویز

اسلامی معاشرہ میں عورتوں کا مقام

حقوق و اختیارات

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com

ترکہ کے مکان کی تقسیم

س:...... میں نے اپنے چچا سے ایک مکان ۴۰ گز کا خریدا تھا جو کہ میرے والد کے مکان کے بالکل برابر تھا، درمیان سے دیوار توڑ کر ہم نے ایک کرلیا تھا اور یہ مکان برکت کے لئے والد کے نام ہی کیا تھا لیکن والد سے وضاحت کی تھی کہ یہ میرا مکان ہے۔ اب والد اور والدہ کا انتقال ہوگیا ہے، والد کا مکان بھی ۴۰ گز کا ہی ہے، اب ہم پورے گھر پر بلڈنگ بنوا رہے ہیں۔ آپ سے یہ پوچھنا ہے کہ اس میں میرا جو حصہ ہے وہ کتنا ہے؟ اور بھائی بہنوں کا کتنا ہے؟ میرے مکان میں سے بھی بھائی، بہنوں کو حصہ دینا ہوگا؟ (برائے مہربانی وضاحت فرمادیں کہ کس کا کتنا حصہ ہے؟ واضح رہے کہ ہم چار بھائی اور دو بہنیں ہیں)۔

ج:...... صورت مسئولہ میں جو مکان آپ نے چچا سے خریدا وہ آپ کی ملکیت ہے، اس میں آپ کے بہن، بھائیوں کا کوئی حصہ نہیں ہوگا۔ ہاں جو آپ کے والد کا ترکہ ہے وہ مکان شرعاً دس حصوں میں تقسیم ہوگا، جس میں سے دو دو حصے ہر ایک بیٹے کے اور ایک ایک حصہ ہر ایک بیٹی کا ہوگا۔

جس وقت مکان فروخت کیا جائے، اس وقت کی موجودہ مالیت کے حساب سے ٹوٹل کے دس حصہ کرلیں اور مذکورہ بالا طریقہ کے مطابق تقسیم کرلیں۔ آپ نے چونکہ اپنا مکان برکت کے لئے والد کے نام کیا تھا، والد کو ہبہ یا ہدیہ نہیں کیا تھا۔ اس لئے وہ مکان آپ کا ہی ہے۔ محض کاغذوں میں والد کے نام کرنے سے ان کی ملکیت نہیں ہوا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

آخری قعدہ میں درود شریف پڑھے بغیر سلام پھیرنا

س:...... اگر کوئی شخص آخری قعدہ میں التحیات پڑھ کر سلام پھیر دے، درود شریف نہ پڑھے تو کیا نماز ہوجاتی ہے اور اگر بھولے سے ایسا کرے یا جان بوجھ کر کوئی ایسا کرے تو کیا حکم ہے؟

ج:...... آخری قعدہ میں التحیات کے بعد درود شریف پڑھنا سنت ہے، اس کو ضرور پڑھنا چاہئے، لیکن اگر کوئی درود شریف پڑھنا بھول جائے اور سلام پھیر دے یا کوئی جان بوجھ کر جلدی کی وجہ سے درود شریف پڑھنا چھوڑ دے تب بھی نماز ہوجائے گی۔ ”(ویصلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم) ولا تبطل الصلوٰۃ بترکھا عندنا۔“

(الجوہرۃ النیرۃ، ج:۱،ص:۶۵)

رکوع اور سجدے میں تسبیحات

س:...... رکوع اور سجدے میں تسبیحات کی کم از کم تعداد کتنی ہے، اگر کوئی یہ تسبیحات نہ پڑھے تو کیا نماز ہوجاتی ہے؟

ج:...... رکوع اور سجدہ میں کم از کم تین مرتبہ تسبیح کہنا سنت ہے، ایک مرتبہ کہنے سے بھی رکوع اور سجدہ ادا ہوجاتا ہے اور اگر بالکل نہ پڑھے تب بھی رکوع وسجدہ ادا ہوجاتا ہے، البتہ ایسا کرنا مکروہ ہے:

”ویقول فی رکوعہ سبحان ربی العظیم ثلاثاً و ذالک ادناہ فلو ترک التسبیح اصلاً او اتی بہ مرۃ واحدۃ یجوز ویکرہ۔“ (عالمگیری ص:۷۴، ج:۱)

ہفت روزہ
ختمِ نبوۃ
مجلس

جلد:۳۸ ۱۶تا۲۲ رصفر المظفر۱۴۴۱ھ مطابق ۱۶ تا ۲۲ راکتوبر ۲۰۱۹ء شمارہ:۳۹

مجلسِ ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری، صاحبزادہ مولانا عزیز احمد،
علامہ احمد میاں حمادی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی،
مولانا قاضی احسان احمد

سرپرست
حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ
حضرت مولانا حافظ ناصرالدین خاکوانی مدظلہ

مدیرِ اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیرِ اعلیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر
مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر
عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میؤ ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

تزئین و آرائش
محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

موجودہ ملکی تشویش ناک صورت حال!	۵	حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ
قومی نصاب تعلیم.... تاثرات وتجاویز	۷	مولانا محمد حنیف جالندھری مدظلہ
حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ	۱۰	حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
اسلامی معاشرہ میں عورتوں کا مقام....	۱۳	مولانا محمد اشرف علی قاسمی
مشائخ رائے پور سے وابستہ یادیں! (۲)	۱۷	جناب حافظ محمد امین صاحب
حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانویؒ (۲)	۲۰	مرسل: جناب خالد محمود صاحب
سعودی عرب اور اقوام متحدہ میں قادیانیوں کی سرگرمیاں	۲۳	مولانا زاہد الراشدی مدظلہ
نزول عیسیٰ علیہ السلام اور مرزائی عقیدہ! (۱۵)	۲۵	بیان: مولانا محمد علی جالندھریؒ

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرِ تعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۸۰ ڈالر، سعودی عرب،
متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۷۰ ڈالر
فی شمارہ ۱۵ روپے، ششماہی: ۳۵۰ روپے، سالانہ: ۷۰۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019
AALMIMAJLISTAHAFFUZKHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سید شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

احادیث قدسیہ

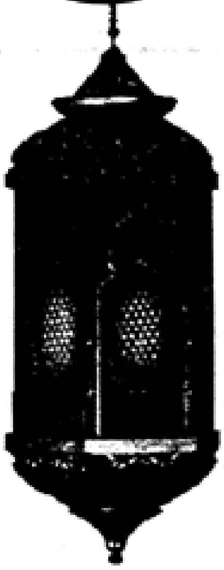

سحبان الہند حضرت مولانا احمد سعید دہلویؒ

شفاعت

حدیث قدسی ۷: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص جنت میں تمام لوگوں کے بعد داخل ہوگا یعنی سب سے پچھلا آدمی اس کی حالت یہ ہوگی کہ ایک قدم چلے گا اور پھر منہ کے بل اوندھا گر پڑے گا اور آگ اس کو تھپیڑے مار رہی ہوگی اس مصیبت اور مشکل سے گرتا پڑتا جب دوزخ کو طے کرچکے گا تو آگ کی طرف رخ کرکے کہے گا: وہ ذات بڑی برکت والی ہے، جس نے مجھ کو تجھ سے نجات دی، بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ چیز عطا فرمائی ہے جو اولین وآخرین میں سے کسی کو نہیں دی گئی پھر اس کے سامنے ایک درخت بلند کیا جائے گا یعنی اسے ایک درخت نظر آئے گا یہ عرض کرے گا: اے میرے رب! مجھے اس درخت سے قریب کردے تاکہ میں اس کے سایہ میں آرام حاصل کروں اور اس کا پانی پیوں۔ پس اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اے ابن آدم شاید میں تیری یہ درخواست قبول کرلوں تو اس کے علاوہ مجھ سے کچھ اور سوال نہ کرے گا، یہ عرض کرے گا: اے پروردگار! نہیں اور اللہ تعالیٰ سے عہد کرے گا کہ اس بات کے علاوہ اور کچھ نہیں مانگوں گا اور اس کا رب اس کو معذور رکھے گا کیونکہ وہ ایسی شے دیکھے گا جس پر صبر کرنا اس کی طاقت سے باہر ہوگا یعنی دوزخ سے نکل کر ایک سایہ دار درخت کو دیکھنا پس اس کا رب اس کو اس درخت تک پہنچادے گا وہ شخص اس کے سایہ سے استفادہ کرے گا، پھر اس کے سامنے ایک اور درخت بلند کیا جائے گا یعنی ایک اور درخت نظر آئے گا جو پہلے درخت سے زیادہ اچھا ہوگا، پس یہ عرض کرے گا: اے میرے رب! مجھے اس درخت کے قریب پہنچادے تاکہ میں اس کا پانی پیوں اور اس کے سایہ سے استفادہ کروں اور میں اس کے علاوہ تجھ سے کچھ اور نہیں طلب کروں گا۔ پس اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اے ابن آدم! کیا تو نے مجھ سے عہد نہیں کیا تھا اور یہ وعدہ نہیں کیا تھا کہ اب کچھ نہیں مانگوں گا، پھر فرمائے گا اگر میں تجھ کو اس درخت کے قریب کردوں گا تو اس کے بعد اور کچھ تو مجھ سے نہیں مانگے گا، سو یہ بندہ پھر خدا سے عہد کرے گا اور وعدہ کرے گا کہ اس خواہش کے علاوہ اور کچھ طلب نہیں کروں گا اور اس کا رب اس کو معذور سمجھے گا کیونکہ یہ ایسی چیز دیکھے گا جس سے رکنا اس کی طاقت سے باہر ہوگا، پس اللہ تعالیٰ اس بندے کو اس درخت کے نزدیک پہنچادے گا اور یہ اس کے سایہ سے استفادہ کرے گا اور اس کا پانی پیئے گا۔

فتاویٰ

حضرت مولانا مفتی محمد نعیم دامت برکاتہم

سجدۂ تلاوت

س:...... اگر آیت سجدہ کی تلاوت انسان کے علاوہ کسی دوسرے جاندار مثلاً طوطے وغیرہ سے سنی جائے تو کیا اس صورت میں بھی سجدہ واجب ہوگا؟

ج:...... نہیں! انسان (مرد وعورت) کے علاوہ کسی بھی جاندار سے آیت سجدہ سننے سے سجدہ واجب نہیں ہوتا۔

س:...... کیا ریڈیو، ٹیپ ریکارڈ یا سی ڈی پر ریکارڈ شدہ تلاوت سنتے ہوئے آیت سجدہ سنی جائے تو سجدۂ تلاوت واجب ہوگا؟

ج:...... نہیں! ریکارڈ شدہ تلاوت سنتے ہوئے آیت سجدہ سنے جانے کی صورت میں سجدۂ تلاوت واجب نہیں ہوگا، البتہ جب ریڈیو سے براہ راست (لائیو) تلاوت نشر (سنوائی) کی جارہی ہو تو آیت سجدہ سننے پر سجدہ واجب ہوگا۔ نیز براہ راست تلاوت کو لاؤڈ اسپیکر سے سنوایا جارہا ہو تو بھی سجدۂ تلاوت واجب ہوگا۔

س:...... اگر کوئی طالب علم قرآن یاد کرتے ہوئے یا اس کے علاوہ کا کوئی بھی شخص آیت سجدہ کو بار بار پڑھے تو کتنی مرتبہ سجدۂ تلاوت واجب ہوگا؟

ج:...... اگر ایک ہی جگہ پر بیٹھے ہوئے جگہ بدلے بغیر چاہے جتنی مرتبہ ایک آیت سجدۂ تلاوت کی جاتی رہے تو صرف ایک ہی مرتبہ سجدۂ تلاوت واجب ہوگا، لیکن اگر اس جگہ بیٹھے ہوئے ایک سے زائد آیات سجدۂ تلاوت کی جائیں تو سجدے کی جتنی آیات تلاوت کی ہوں گی اتنے ہی سجدے واجب ہوں گے۔

س:...... اگر ایک آیت سجدہ ایک ہی جگہ بیٹھ کر بار بار نہ پڑھی جائے بلکہ بار بار جگہیں تبدیل ہوتی رہیں تو کتنے سجدۂ تلاوت واجب ہوں گے؟

ج:...... جگہ بدل بدل کر جتنی مرتبہ ایک آیت سجدۂ تلاوت ہوگی تو جگہیں بدلنے سے سجدے بھی بار بار واجب ہوں گے جتنی جگہیں بدلی ہوں گی اتنے ہی سجدے کرنے ہوں گے۔

ادار یہ

حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ

موجودہ ملکی تشویش ناک صورتِ حال!

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ وسلام علٰی عبادہ الذین اصطفٰی

۱:... ملک عزیز پاکستان کے وزیراعظم محمد عمران خان نیازی، جناب جنرل قمر جاوید باجوہ چیف آف آرمی اسٹاف پاکستان پر مشتمل وفد ۱۹رجولائی ۲۰۱۹ء کو پاکستان سے روانہ ہوا۔

۲:... ۲۱رجولائی ۲۰۱۹ء کو جناب عمران خان کا ایرینا اسٹیڈیم واشنگٹن میں جلسہ عام تھا، جس میں چھیاسی فیصد حاضری قادیانیوں کی تھی جو یورپ و امریکا سے وہاں پہنچے۔ فیصل آباد، سیالکوٹ، راولپنڈی، لاہور کے انٹرنیشنل ایئرپورٹوں سے جو لوگ امریکا کے لئے ان دنوں گئے ان کا ڈیٹا معلوم کیا جائے کہ ان دنوں عمران خان صاحب کے جلسہ واشنگٹن کے لئے پاکستان سے کتنے قادیانی گئے؟ ان کو کس نے سپانسر کیا؟ ٹکٹوں کی فنڈنگ کس نے کی تو معاملہ شاید اور بھی گھمبیر ہوجائے۔ یہ سب قادیانی جماعت نے کیوں کیا؟ اگر ہمارے ملک کی کوئی ایجنسیاں معلومات کو جمع کرکے اسلامیان وطن کے سامنے رکھے تو شاید سب پر چانن ہوجائے اور اسلامیان وطن صورت حال سے صحیح طور پر باخبر ہوجائیں، لیکن اگر ڈیٹا نکلوانا ہو تو چیئرمین نادرا پر بھی نظر رہے وہ بھی مستحق نظر ہیں۔

۳:... ہمارے ملک کے وفد کے وہاں پہنچنے سے قبل قادیانی نمائندہ کی امریکی صدر سے ملاقات، قادیانیوں کا پاکستان کو موردِ الزام ٹھہرانا، شکایت کے انبار، بدنام کرنے کی منظم سازش ان پر کیا توجہ فرمائی جائے گی؟ یہ بات محبین وطن کے توجہ کرنے کی ہے۔

۴:... امریکی صدر کا ازخود ملاقات میں کشمیر پر ثالثی کی پیش کش، اس کے چند دن بعد انڈیا کے وزیراعظم مودی کا کشمیر کی امتیازی حیثیت ختم کرکے اسے بھارت میں ضم کرنا۔

۵:... آسام کے انیس لاکھ مسلمانوں کی صدیوں سے چلی آنے والی نسلوں کی بھارتی نیشنلٹی کو ختم کرنا۔

۶:... اس سے قبل آزاد کشمیر اور مقبوضہ کشمیر کی سرحد کو سیل کرنا، آزاد کشمیر میں تحریک آزادی کشمیر کے مراکز کی زبوں حالی۔

۷:... وزیراعظم پاکستان کا اعلان کرنا کہ انڈیا سے مذاکرات نہیں کریں گے، اس اعلان کے باوجود کرتار پور بارڈر پر کام کرنا بند نہ ہونا، دونوں ملکوں کے نمائندوں کا اس پر مذاکرات جاری رکھنا، پاکستان کا کرتار پور فری انٹری ویزا کے اجرا کا وعدہ کرنا، پانچ ہزار یومیہ وہاں کے افراد کا پاکستان کے

لئے مفت ویزا حاصل کرنا، کرتار پور سے قادیان کا چند میل کا فاصلہ ہونا۔

۸:... نظام الدین، سرہند کے زائرین جو پاکستان سے جاتے ہیں ان کے ساتھ امتیازی برتاؤ اور قادیانیوں کے ساتھ دونوں ممالک کی طرف سے مراعات، زائرین نظام الدین و سرہند کو تنگ کرنا، قادیان جانے والے پاکستانی قادیانیوں پر دونوں حکومتوں کی نوازشات۔

۹:... قادیان اور قرب وجوار میں حکومت ہند کے تربیتی مراکز اور پھر قریبی بارڈر کرتار پور سے انٹری۔

۱۰:... تقسیم کے وقت قادیانیوں کا خود کو علیحدہ قرار دے کر پاکستان کو ووٹ نہ دینا، جس کے باعث گورداس پور پاکستان میں شامل نہ ہو پایا۔ گورداس پور سے واحد زمینی راستہ جو انڈیا کو کشمیر سے ملاتا ہے قادیانی سازش سے یہ راستہ انڈیا کو مل گیا۔

۱۱:... جناب شہباز شریف قائد حزب اختلاف کا بیان جو اخبارات میں ریکارڈ پر موجود ہے کہ کشمیر کا سودا ہو چکا۔ یہ وہ عوامل ہیں جو کسی بت کدے میں کہے جائیں تو صنم بھی ہری ہری پکار اٹھیں۔

اسلامیانِ وطن! حالات پر غور کرو کہ اس خطہ کے مسلمانوں پر کیا آفت منڈلا رہی ہے؟ اللہ رب العزت فضل وکرم کا معاملہ فرمائیں۔ ان خوفناک اور مہیب خطرات کے باوجود کشمیریوں کی مخلصانہ جدوجہد، آزادی کشمیر کے لئے بے پناہ تحریکی تگ ودو، ہماری محب وطن فوج کا جذبۂ جہاد اور حق تعالیٰ کی رحمت سے توقع ہے کہ وہ کشمیریوں کو آزادی نصیب فرمائیں گے۔ وما ذالک علی اللّٰہ بعزیز۔

اندرون ملک اور بیرون ممالک قادیانیوں کی بڑھتی ہوئی ریشہ دوانیاں ملک وملت کے خلاف کسی گہری سازش کا نتیجہ ہیں

کراچی (پ ر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام شایان لان بلوچ کالونی میں منعقدہ سیمینار سے صاحبزادہ مولانا خواجہ عزیز احمد، صاحبزادہ مولانا خلیل احمد، شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا، سابق سینیٹر حافظ حمد اللہ اور مولانا قاضی احسان احمد نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ۱۰ راپریل ۱۹۷۴ء کو مکہ مکرمہ رابطہ عالم اسلامی کے اجلاس میں متفقہ قرارداد کے ذریعہ قادیانیوں کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا گیا تھا جبکہ ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو پاکستان کی پارلیمنٹ نے قادیانیوں کا موقف سننے کے بعد متفقہ طور پر انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دیا تھا، مگر منکرین ختم نبوت اب تک آئین پاکستان سے بغاوت کے مرتکب اور اپنے آپ کو مسلم امہ کا حصہ سمجھنے پر مصر ہیں۔ علماء کرام نے کہا کہ تحفظ ناموس رسالت قانون ۲۹۵-سی کے خلاف یہودی وقادیانی لابی ایک بار پھر سرگرم عمل ہوگئی ہے اور تحفظ ناموس رسالت ایکٹ کو عملاً غیر موثر بنانے کی ناپاک سازشیں کی جارہی ہیں، بیرونی دباؤ پر تحفظ ناموس رسالت قانون سے امتیازی سلوک اور اس حوالے سے غیر منصفانہ فیصلے کئے جارہے ہیں، توہین رسالت کے مرتکب کسی بھی مجرم کو آج تک سزائے موت نہیں دی گئی بلکہ عدلیہ سے انہیں ریلیف دیا جارہا ہے، جو انتہائی لمحہ فکریہ ہے۔ اپنے اردگرد قادیانیوں اور دین دشمن عناصر کو بٹھا کر اسلام اور مسلمانوں کی بات کرنے سے قول وفعل کا تضاد واضح ہو جاتا ہے، جو صریحاً دھوکہ دہی ہے اس تضاد اور دھوکہ دہی کو ختم کرکے کہے گئے ایجنڈے پر عمل کیا جائے تو بات سمجھ میں آتی ہے اقوام متحدہ اجلاس میں جو تقریر کی ہے وہ بظاہر خوبصورت الفاظ کا مجموعہ ہے لیکن اقوام متحدہ میں نائب سفیر قادیانی نبیل منیر کی تشویش ناک سرگرمیاں خطرناک حد تک بڑھی ہوئی ہیں۔ اندرون ملک اور بیرون ممالک قادیانیوں کی بڑھتی ہوئی ریشہ دوانیاں ملک وملت کے خلاف کسی گہری سازش کا نتیجہ ہیں۔ مقررین نے کہا کہ موجودہ حکومت کے دور اقتدار میں تین گستاخان رسول کو امریکی دباؤ کے تحت رہا کروا کر بیرون ملک فرار کروایا گیا اور ایک قادیانی وفد کی امریکی صدر ٹرمپ سے ملاقات ہوئی، جس میں پاکستان کے خلاف زہر اگلا گیا، لیکن سفارتی سطح پر کسی قسم کا کوئی نوٹس نہ لیا گیا۔

قومی نصابِ تعلیم

تاثرات وتجاویز

مولانا محمد حنیف جالندھری

موجودہ حکومت نے اقتدار میں آنے کے بعد مختلف شعبوں میں اصلاحات کا اعلان کیا ہے۔ اصلاحات کے اس عمل میں کتنی کامیابی ہوئی اور کتنی ناکامی ہوئی اور اصلاحات کا یہ طریقہ کس قدر مفید، موثر اور نتیجہ خیز رہا، یہ ایک الگ بحث ہے۔ ان اصلاحات کے لئے ٹاسک فورسز تشکیل دی گئیں ان میں سے ایک ٹاسک فورس برائے تعلیم بھی بنائی گئی۔ اس ٹاسک فورس کے قیام کا مقصد ملک بھر میں یکساں نصابِ تعلیم کی تشکیل اور نفاذ بتایا گیا۔ اس حوالے سے بڑی دلچسپ صورتحال پیش آئی۔ ابتدا یہ سمجھا جارہا تھا کہ شاید دینی مدارس کی طرف سے یکساں نصابِ تعلیم کی مخالفت کی جائے گی لیکن دینی مدارس نے یکساں نصابِ تعلیم کا خیرمقدم کیا۔ اسے قومی وحدت کے لئے ضروری قرار دیا جبکہ بعض پرائیویٹ اداروں کی جانب سے ابتداً یکساں قومی نصاب کی تشکیل کی سخت مزاحمت کی گئی لیکن جب انہوں نے دیکھا کہ اس کے علاوہ اور کوئی چارہ کار نہیں تو وہ نصاب کی تشکیل کے اس عمل میں کود پڑے اور عملی طور پر اس کا حصہ بن گئے۔

''ایجوکیشن ٹاسک فورس'' کے لئے راقم الحروف اور حضرت مولانا مفتی منیب الرحمٰن کو ممبر نامزد کیا گیا تھا۔ اس کے دو اجلاس ہوئے لیکن میں بیرون ملک ہونے کی وجہ سے دونوں اجلاسوں میں شریک نہ ہوسکا، اب اسی ٹاسک فورس کو ''قومی نصاب کونسل'' میں تبدیل کردیا گیا ہے اور اس کے ممبران کی تعداد بھی بڑھادی گئی ہے۔ حکومت کے بقول ملک بھر میں یکساں نصاب رائج کرنے کے لئے ''ون نیشن، ون ایجوکیشن'' کے سلوگن کے تحت از سرنو نصاب سازی کا عمل شروع کیا گیا۔ قومی نصاب کونسل کے ۴۲ ارکان ہیں جن میں چاروں صوبوں، سرکاری اداروں، پرائیویٹ اسکولز، دینی مدارس اور تمام طبقات زندگی کی بھرپور نمائندگی اور ماہرین تعلیم موجود ہیں۔ قومی نصاب کونسل میں مدارس کی طرف سے راقم الحروف کے علاوہ، مفتی منیب الرحمٰن، علامہ نیاز حسین نقوی، ڈاکٹر عطاء الرحمٰن اور مولانا محمد یاسین ظفر شامل ہیں۔ ۲۳ر ستمبر ۲۰۱۹ء کو وفاقی وزیر تعلیم شفقت محمود صاحب کی صدارت میں قومی نصاب کونسل کا اجلاس قومی نصاب تعلیم اسلام آباد کی عمارت میں ہوا جس کی ابتدا میں وزیر تعلیم نے ایک پریزنٹیشن پیش کی جس کا لب لباب اور خلاصہ یہ تھا کہ ہم کلاس ون سے انٹرمیڈیٹ تک ملک بھر کے لئے یکساں نصاب تعلیم تیار کرنا چاہتے ہیں جس کے نتیجے میں انگلش اور اردو میڈیم ختم ہوجائیں گے، کیمبرج اور آکسفورڈ کا نصاب باقی نہیں رہے گا، مدارس اور عصری اداروں کی اس نصاب کی حد تک تفریق ختم ہوجائے گی، یہ نصاب مرحلہ وار نافذ کیا جائے گا اور توقع کی جارہی ہے کہ ۲۰۲۰ء یا ۲۰۲۱ء تک یہ نصاب مکمل طور پر نافذ کردیا جائے گا۔ اس نصاب پر اتفاق رائے پیدا کرنے کے لئے بھرپور مہم چلائی جائے گی، تمام شعبہ ہائے زندگی کے وابستگان اور جملہ اسٹیک ہولڈرز کو اعتماد میں لیا جائے گا اور پوری کوشش ہوگی کہ یہ نصاب عالمی معیار کا ہو۔

قومی نصاب کونسل کو مختلف گروپوں میں تقسیم کیا گیا اور انہیں بتایا گیا کہ اس ادارے میں مختلف کمروں اور مختلف شعبوں میں نصاب سازی کے حوالے سے ابتدائی کام ہورہا ہے، فی الحال آؤٹ لائن بن رہی ہے، تفصیلی مواد اور نصاب بعد میں تیار کیا جائے گا۔ ہم نے اس عمارت کے مختلف کمروں کا وزٹ کیا، نصاب کی تیاری کے مراحل کا جائزہ لیا، نصاب کی تیاری میں مصروف عمل افراد سے تعارف ہوا، انہوں نے اپنے کام کے حوالے سے بریفنگ دی، نصاب سازی کا کام کرنے والے افراد کافی تعداد میں تھے جن میں مرد بھی تھے اور خواتین بھی مگر خواتین زیادہ تھیں۔ ان میں سرکاری ملازمین بھی تھے اور بیکن ہاؤس، سٹی اسکول اور دیگر اسکولوں کے نمائندے

بھی موجود تھے۔اگرچہ اس موقع پر مکمل نصاب نہ دیکھا جاسکا نہ اس پر اظہار خیال ممکن ہے تاہم یہ جو کوشش ہورہی ہے، اس کے حوالے سے چند معروضات قابل توجہ ہیں:

ا:... سب سے پہلی بات تو یہ کہ یکساں اور قومی نصاب تعلیم کی تیاری اور نفاذ ہماری قومی ضرورت ہے۔اس ضرورت کا بہت پہلے ادراک ہوجانا چاہئے تھا۔قیامِ پاکستان کے فوری بعد اس پر ترجیحی بنیادوں پر کام کرنے کی ضرورت تھی، لیکن بدقسمتی سے ایسا نہیں ہوسکا جس کا خمیازہ ہم آج تک بھگت رہے ہیں۔ یہ جو ہمارے ہاں طبقاتی تفریق ہے یہ سب اسی نصاب کی ست رنگی کا شاخسانہ ہے۔اصولی طور پر تو یہ تجویز بالکل درست ہے لیکن اس میں ایک تو اس بات کی گارنٹی ضروری ہے کہ یہ سب کچھ نیک نیتی سے ہو۔ بدقسمتی سے ہمارے ہاں عموماً یہ تلخ تجربہ رہا کہ نعرہ تو بڑا اچھا لگایا جاتا ہے،عنوان تو اصلاحات کا ہوتا ہے لیکن درحقیقت فساد اور بگاڑ مقصود ہوتا ہے جیسے تحفظ حقوق نسواں بل کے نام پر ہوا یا مدرسہ ریفارمز کے نام پر عرصے سے مغربی ایجنڈا مسلط کرنے کی کوشش کی جاتی رہی۔ایک خیال یہ بھی ہے کہ سیکولرازم اور لبرل ازم کو فروغ دینے کے لئے "متبادل بیانیہ" متعارف کروانے کے لئے یہ ساری مشق ہورہی ہے، تاکہ حقیقی اسلامی تعلیمات، قابل فخر تاریخی واقعات اور مسلمان بچوں کے آئیڈیل فاتح مسلمانوں کا تذکرہ گول کردیا جائے، اگر خدانخواستہ ایسا کوئی ایجنڈا ہے تو یہ بہت خطرناک اور آگ سے کھیلنے کے مترادف ہوگا۔سب سے پہلی اور بنیادی چیز نیک نیتی اور ملکی وقومی مفاد کو پیش نظر رکھنا ہے۔

۲:... دوسری بات یہ ہے کہ اٹھارہویں آئینی ترمیم کے بعد یہ مشکل بن گئی ہے کہ تعلیم اور نصاب کا معاملہ صوبائی معاملہ بن کر رہ گیا ہے۔ دیکھنا یہ بھی ہے کہ وفاقی سطح پر ایسی کوشش کتنی موثر ہوسکتی ہے؟ یہ سوال اجلاس میں بھی وزیر تعلیم کے سامنے اٹھایا گیا تو انہوں نے کہا کہ اس اجلاس میں تمام صوبوں کی نمائندگی موجود ہے۔صوبائی وزیر تعلیم، سیکریٹریز اور دیگر لوگ موجود ہیں اور ہم سب کو آن بورڈ لے کر یہ کوشش کررہے ہیں۔ہم نے تجویز دی کہ اٹھارہویں ترمیم کا نصابِ تعلیم سے متعلق جو حصہ ہے، اس میں ترمیم بھی یکساں نصابِ تعلیم کے نفاذ کے لئے ضروری ہے۔

۳:... تیسری گزارش یہ ہے کہ اس کوشش کو محض نصاب سازی تک ہی نہیں رہنے دینا چاہئے بلکہ اصل چیز اس کا نفاذ ہے۔ ہمارے ہاں بارہا ایسی کوششیں ہوتی رہی ہیں لیکن ان پر عملدرآمد نہیں ہو پاتا، اس لئے عملدرآمد بہت اہم ہے۔اسی طرح اس بات کا اہتمام ضروری ہے کہ حکومتوں اور حالات کے بدلنے سے محنت پر کوئی اثر نہ پڑے ورنہ یہ سب محنت رائیگاں ہی چلی جائے گی۔

۴:... نئے نصاب کی تشکیل کے لئے تمام طبقات، شعبہ ہائے زندگی بالخصوص تمام مذہبی، سیاسی، لسانی، علاقائی جماعتوں کو اعتماد میں لینا اور سب کی طرف سے اعتماد حاصل کرنا ازحد ضروری ہے ورنہ یہ ساری مشق لاحاصل رہے گی۔

۵:... نئے نصاب تعلیم میں انگریزی زبان کو ایک عالمی زبان کے طور پر اگرچہ بطور زبان تو پڑھایا جائے لیکن اسے ذریعہ تعلیم نہ بنایا جائے بلکہ ذریعہ تعلیم اردو زبان ہو، ہمارے ہاں انگریزی زبان کے ذریعہ تعلیم ہونے کی وجہ سے مضمون، فن اور ہنر پر دسترس حاصل نہیں ہو پاتی اور تمام تر توانائیاں زبان ہی پر ضائع ہوجاتی ہیں۔

۶:... عربی زبان کو نصاب کا مستقل حصہ بنایا جائے، کیونکہ عربی ہمارے دین، ہمارے قرآن، ہماری نماز اور جنت کی زبان ہے۔عرب دنیا کے ساتھ رابطے اور وہاں کام کرنے والوں کے لئے عربی بہت ضروری ہے،اس لئے عربی زبان کا معقول حصہ نصاب میں شامل ہونا چاہئے۔

۷:... نصابِ تعلیم میں عصری تقاضوں سے زیادہ دینی تقاضوں کو ملحوظ خاطر رکھا جائے بالخصوص قرآن کریم، ناظرہ اور ترجمہ کے حوالے سے سابق حکومت نے جو ہوم ورک کیا اور تمام اسٹیک ہولڈرز کی مشاورت سے جو خاکہ تیار کیا اسے نصاب کا لازمی حصہ ہونا چاہئے تاکہ قرآن کریم ناظرہ اور ترجمہ ہر مسلمان بچہ پڑھ سکے۔

۸:... دینیات و اسلامیات کے نصاب کے حوالے سے جو آؤٹ لائن تیار کی گئی اسے دیکھ کر اندازہ ہوا کہ وہ ادھوری ہے۔اسلام کی بنیاد پانچ چیزیں ہیں: عقائد، عبادات، معاشرت، معاملات اور اخلاق ان سب کو نصاب کا حصہ بنایا جائے اور اتنا بنیادی دینی علم جو ایک مسلمان کی لازمی ضرورت ہے وہ کم از کم اس نصاب میں ضرور شامل ہوجائے اور اسلام کے معاشی، عدالتی، سیاسی اور حکومتی نظام کا کچھ تعارف ضرور کروایا جائے۔

۹:... دینیات کو صرف اسلامیات و دینیات ہی میں نہیں بلکہ تمام مضامین میں سمویا

جائے ریاضی میں میراث، زکوٰۃ اور دیگر چیزیں پڑھائی جائیں، سائنس کو اللہ رب العزت کی معرفت اور قرب کے ذریعے کے طور پر پڑھایا جائے، اسی طرح باقی مضامین بھی اسلام کی روشنی میں مرتب کئے جائیں۔

۱۰:... ہم نے دیکھا کہ نصاب سازی کے دوران مختلف مغربی ممالک کا نصاب سامنے رکھا گیا ہے جبکہ اسلامی ممالک کے نصاب خاص طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ تدریس اور اسلامی تاریخ میں نصاب کی تشکیل کے ارتقائی مراحل کو نظر انداز کر دیا گیا ہے، ایسا نہیں ہونا چاہئے۔

۱۱:... اس سے قبل جتنی بھی تعلیمی پالیسیاں ماضی میں بنیں اور ان پر اکابر علماء کرام نے اپنی رائے کا اظہار کیا نیز حضرت مفتی محمد شفیع عثمانی صاحبؒ اور حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ نے پاکستان کے نظام ونصاب تعلیم پر جو سفارش پیش کی تھیں، ان سب کو بھی پیش نظر رکھا جائے۔

۱۲:... اس موقع پر ہمیں یہ لگا کہ سیکولر اور لبرل تعلیمی اداروں کی بھرپور نمائندگی موجود ہے لیکن اسلامک اسکولز، دینی مدارس اور پختہ دینی و علمی استعداد رکھنے والے سلیم الفکر احباب کی موجودگی اس عمل میں نہ ہونے کے برابر ہے۔ حکومت کو بھی اس طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے اور دینی طبقات کو بھی تاریخ کے اس اہم مرحلے پر بیدار رہنے کی ضرورت ہے، بعد میں احتجاج بے مقصد اور لاحاصل ہوگا اسی وقت جو کرنا ہے کیجئے، کہیں ایسا نہ ہو کہ:

”لمحوں نے خطا کی تھی، صدیوں نے سزا پائی“

(روزنامہ اسلام کراچی، ۱۴؍اکتوبر ۲۰۱۹ء)

تاریخ ساز ختم نبوت کانفرنس حیدرآباد میں منظور کی گئی قراردادیں

☆...... یہ اجتماع بھارتی حکومت کی جانب سے کشمیر میں انسانیت سوز مظالم کی بھرپور مذمت کرتا ہے اور کشمیری بھائیوں کو اپنے مکمل تعاون کا یقین دلاتا ہے اور اقوام متحدہ و دیگر عالمی اداروں سے مطالبہ کرتا ہے کشمیر میں کرفیو فی الفور ختم کروایا جائے اور کشمیری عوام کو بنیادی سہولیات میسر کی جائیں اور وہاں بھارتی جارحیت کو ختم کرتے ہوئے قتل عام رکوا کر بھارت کے خلاف مقدمہ درج کرایا جائے۔

☆...... یہ اجتماع ملک میں قادیانیوں کی اسلام دشمن سرگرمیوں پر سخت تشویش و اضطراب کا اظہار کرتا ہے، اور حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ ملک کی نظریاتی سرحدوں کی حفاظت اور دستور کی اسلامی دفعات کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے قادیانیوں کی قانون شکن سرگرمیوں کا نوٹس لیا جائے اور انہیں آئین پاکستان کا پابند کیا جائے۔

☆...... قادیانی اسلام اور پاکستان کے خلاف ریشہ دوانیوں میں مصروف ہیں اور سازشی انداز میں حکومتی حلقوں میں اپنا اثر رسوخ بڑھا کر اپنے دیرینہ خواب کی تکمیل کے لئے مصروف عمل ہیں ملک کے جغرافیائی اور نظریاتی دفاع کا تقاضا ہے کہ قادیانیوں کی سرگرمیوں پر پابندی لگائی جائے۔

☆...... قادیانی ٹی وی چینل (ایم ٹی اے) اور سوشل میڈیا کے ذریعہ مسلسل شرانگیزی و گمراہی پھیلا رہے ہیں اور مسلمانوں کے عقائد و نظریات کی توہین و تضحیک کر رہے ہیں، یہ اجتماع حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ فوری طور پر ان کی نشریات پر پابندی لگائی جائے۔

☆...... اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کے مطابق مرتد کی شرعی سزا نافذ کی جائے۔

☆...... یہ اجتماع حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ تعلیمی نصاب میں عقیدہ ختم نبوت کے متعلق مضامین اور اسباق شامل کئے جائیں تاکہ آنے والی نسل میں تحفظ ختم نبوت اور ناموس رسالت کے سلسلہ میں شعور پیدا کیا جاسکے۔

☆...... ملک بھر کے تمام سول اور فوج کے محکموں سے قادیانیوں کو کلیدی عہدوں سے برطرف کیا جائے۔

☆...... یہ اجتماع ملک بھر کے خطباء سے اپیل کرتا ہے کہ ہر ماہ کا ایک جمعہ عقیدہ ختم نبوت کے بیان کے لئے وقف کریں تاکہ نئی نسل قادیانی کفریات کی سنگینی سے آگاہ ہو سکے۔

☆...... قادیانی خود کو مسلمان ظاہر کر کے اسلامی شعائر کا بے دریغ استعمال کر رہے ہیں یہ اجتماع حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ امتناع قادیانیت آرڈیننس پر موثر عمل درآمد کرایا جائے اور قادیانیوں کو اسلام کا ٹائٹل استعمال کرنے سے روکا جائے۔

عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس کا یہ اجتماع اللہ پاک کے حضور سجدہ شکر بجالاتے ہوئے تمام مدعوین ومندوبین اور شرکاء کانفرنس کا شکریہ ادا کرتا ہے کہ آپ حضرات کی تشریف آوری سے یہ کانفرنس کامیابی سے ہمکنار ہوئی۔

(مولانا توصیف احمد، حیدرآباد)

شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ

مجاہدِامت، محدثِ وقت، شیخ العصر حضرت مولانا سیّد حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی حیاتِ مقدسہ کے اتنے مختلف گوشے ہیں کہ ہر ایک گوشہ مستقل مضمون و مقالہ کا محتاج ہے اور باوجود اس کے نہ حق ادا ہوگا نہ آئندہ نسلیں اس کا یقین کرسکتی ہیں کہ واقعی اِس پُرفتن دور میں کوئی ایسی فوق العادۃ ہستی تھی۔

مسلمانوں کے زوال وادبار کے دور میں، اخلاق کی پستی کے عہد میں، اِخلاص کے فقدان کے زمانہ میں ایسی محیر العقول جامع کمالات شخصیت کا وجود اللہ تعالیٰ کی قدرت کا ایک کرشمہ تھا۔ شاعری اور مبالغہ آمیزی کے دور میں حقائق و واقعات کی صحیح ترجمانی بے حد مشکل ہے۔ عام طور سے یہ ایک عادت بن گئی ہے کہ مضمون نگار اس انداز سے قلم اُٹھاتا ہے کہ پڑھنے والا سب سے پہلے صاحب مضمون کے کمالِ فصاحت وبلاغت کا معترف ہو اور سب سے پہلے وہ خراجِ تحسین حاصل کرے، ظاہر ہے کہ شاعری کے اس دور میں کسی حقیقت کے چہرہ سے نقاب کشائی کیسے ہوسکتی ہے؟! غیر ذمہ دارانہ مبالغہ آمیزیوں سے اس دور میں حقائق اِتنے مشتبہ ہوگئے ہیں کہ حقیقت کی سراغ رسائی اس زمانہ کے مقالات و تاریخوں میں عنقا ہوگئی ہے۔ اس زمانہ کی تاریخ کیا ہے؟ مصنف کے مخصوص زاویۂ نگاہ سے ایک حقیقت کے چہرہ پر مبالغہ آمیزی کا ایک اِتنا انبار لگ جاتا ہے کہ اس کا ہٹانا اور واقعیت تک پہنچنا ہر شخص کا کام نہیں۔ حضرتؒ کے سوانح نگار بہت کچھ لکھیں گے اور عقیدت مند بہت کچھ لکھ چکے ہیں، لیکن جو کمال کسی کو خود حاصل نہ ہو، اُس کا صحیح

حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ

اِدراک کیوں کر ہوگا اور جب خود حقیقت تک رسائی نہ ہو اوروں کو کیا سمجھا جائے گا؟! مثلاً حضرت مرحوم کی باطنی نسبت اور تعلق مع اللہ کی کیفیت جسے خود یہ سعادت اس درجہ کی حاصل نہ ہو، اس کی ترجمانی کیا کرے گا۔ محمد بن یحیٰ نیشاپوری کا مشہور مقولہ:

لایُعرِف قدر الغزالی
من جاء بعد الغزالی

اور صاحب طبقات شافعیہ تاج الدین سبکیؒ نے اس پر اضافہ کیا ہے: الا ان یکون مثل الغزالی أو فوق الغزالی.

اسی حکیمانہ مقولہ کی روشنی میں بلامبالغہ کہا جاسکتا ہے کہ حضرتؒ کا ادراکِ نسبت وادراکِ کمالاتِ حقیقت؛ نہ ہم جیسے عقیدت مندوں کا منصب ہے، نہ مریدین وتلامذہ کے دائرۂ علم میں ہے۔ حضرت رحمہ اللہ کی باطنی نسبت کا حق تو حضرت قطب حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کو یا قطب عصر مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کو پہنچتا ہے کہ وہ بیان فرماتے۔ مولانا شبلی مرحوم نے مولانا رومؒ کے سوانح حیات میں جب ان کے باطنی کمالات، تصوف اور معرفت پر لکھنے کا ارادہ کیا تو صاف اِس حقیقت کا اِعتراف کیا کہ: ''میں اس کوچہ سے بالکل نابلد ہوں'' انبیاء (علیہم السلام) کے حقائق وکمالات کا اِدراک اولیاء نہیں کرسکتے، اولیاء کے مدارج کا اِنکشاف غیر اولیاء کو نہیں ہوسکتا۔ ہم کچھ بھی لکھیں، نہ حقیقت تک رسائی، نہ حق اَدا ہونے کا اِمکان:

حق تو یہ ہے کہ حق اَدا نہ ہوا

قدرت نے حضرت علیہ الرحمۃ میں ایسے مختلف الانواع کمالات رکھے تھے اور ایسے اضداد جمع کیے تھے کہ حقیقت افسانہ معلوم ہوتی ہے، اس پر مجھے ایک واقعہ یاد آیا کہ اب سے ٹھیک بیس برس قبل جامعہ ازہر قاہرہ کی طرف سے علمائے ازہر کا ایک وفد ہندوستان کے علمی اِداروں کے معائنہ اور علمی روابط پیدا کرنے آیا تھا۔ وفد کے رئیس الشیخ ابراہیم الجبالی تھے جو ممتاز عالم تھے اور نہایت ذکی اور بے مثل خطیب تھے۔ شیخ جبالی اپنے رُفقاء الاستاذ عبدالوہاب النجار اور الشیخ احمد العدوی کے ساتھ دار العلوم دیوبند بھی پہنچے۔ یہ وہ دور تھا کہ حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ دار العلوم دیوبند کے صدر تھے اور حضرت مولانا مدنی رحمہ اللہ ایک ماہ کی رخصت پر تھے اور ہندوستان کا دورہ کر رہے تھے۔

اُس زمانہ میں سیاسی معرکہ آرائی کا بازار گرم تھا، مسلم لیگ کا عروج شروع ہوگیا تھا اور مسلم لیگ کی مخالفت یا نہ موافقت کفر سے کم جرم نہ تھا۔

دار العلوم دیوبند میں حضرت مولانا عثمانیؒ نے اُن کے شایانِ شان اِستقبال کیا۔ حضرت مولانا مدنیؒ کو بھی اپنا دورہ ملتوی کرنے کے لئے تار دیا کہ وہ تشریف لائیں لیکن حضرتؒ نے اپنے دورہ کو جاری رکھنا ضروری سمجھا اور حاضری کے لئے معذرت پیش کی۔ اس وجہ سے شیخ جبالی مرحوم کی ملاقات حضرت علیہ الرحمۃ سے نہ ہوسکی۔ میں اُس زمانہ میں جامعہ اِسلامیہ ڈابھیل میں تھا اور اسی زمانہ میں مجلس علمی ڈابھیل کی طرف سے بمعیت مولانا سیّد احمد رضا صاحب بجنوری ایک علمی خدمت کے سلسلہ میں مصر کا سفر پیش آیا، قاہرہ پہنچے تو شیخ جبالی سے ملاقات ہوئی، بے حد اِکرام سے پیش آئے اور پُرتکلف دعوتِ طعام سے تواضع کی۔ ملاقات کے دوران میں نے چند مشاہیر کے بارے میں اُن کی رائے دریافت کی اور پھر حضرت مولانا مدنیؒ کے بارے میں دریافت کیا کہ حضرت کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ فرمایا کہ میری ملاقات خود براہِ راست موصوف سے نہ ہوسکی کہ میں خود کوئی رائے قائم کرتا، لیکن اُن کے مخالفین اور اُن کے معتقدین دونوں سے ایسے متضاد بیان سنے ہیں کہ ان بیانات کے پیشِ نظر یہ رائے قائم کی ہے: "ھو اما ملک و اما شیطان" پھر فرمایا کہ: "تم فیصلہ کرو کہ دونوں میں کون سا فیصلہ صحیح ہے؟" میں نے عرض کیا: "نعم ھو ملک" (جی ہاں وہ فرشتہ تھے)۔

اِس تنقید وتبصرہ کی حقیقت سمجھانے کے لئے مجھے امام حدیث ابوعمر ابن عبدالبر مالکی قرطبیؒ کی ایک بات یاد آئی۔ حافظ ابن عبدالبر مالکی نے ائمہ ثلاثہ: ابوحنیفہ، مالک، الشافعی کے مناقب و حالات میں ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام ہے: "الانتقاء فی الائمة الثلاثة الفقهاء" فرماتے ہیں کہ کسی اِنسان کے باکمال ہونے کی دلیل یہ ہے کہ اس کے موافق ومخالف دونوں اِنتہا تک پہنچیں، فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ کی مثال حضرت علی رضی اللہ عنہ جیسی ہے: "ھلک فیہ رجلان مُحِبٌّ مُفرِطٌ وَ مُبغِضٌ مُفرِطٌ" جن میں دونوں گروہ ہلاک ہوئے، یعنی حق سے بعید ہوئے، محبت میں غلو کرنے والے (روافض) اور بغض میں اِنتہا تک پہنچنے والے (جیسے خوارج) اس تاریخی حقیقت کے پیشِ نظر حضرت علیہ الرحمۃ کی جامعیت وکمالات کے پیشِ نظر یہ مختصر وبلیغ جملہ رہنمائی کرتا ہے، اس لئے میں جب حضرت علیہ الرحمۃ کی ذاتِ گرامی کا تصور کرتا ہوں تو حیران ہوتا ہوں کہ کیا لکھوں؟! نہ دماغ و اِدراک کی اِتنی بساط ہے نہ قلم میں اِتنا زور ہے، نہ فرصت میں اِتنی گنجائش ہے۔

وہ کیا تھے؟ اِنسانیت کے زوال کے دور میں اللہ تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ کا نمونہ تھے۔ وہ کیا تھے؟ اللہ تعالیٰ کی رحمت تھی، جو ہم سے چھن گئی۔ وہ علم وتقویٰ واخلاق کے ایک پیکر تھے، جن کی نظیر صدیوں میں پیدا ہوتی ہے۔ خانقاہ ومدرسہ، سیاسی کمالات کے دو آبہ نہیں، سہ آبہ تھے، جن کی مثال قرونِ متاخرہ میں دُنیا کے کسی گوشہ میں ڈھونڈنے میں بھی نہیں ملتی۔ حضرت مولانا محمد عزیر صاحب (عزیرگل) کو میں نے نامہ تعزیت لکھا تھا۔ رُفقاء مالٹا سب سے زیادہ تعزیت کے مستحق تھے۔ موصوف نے جو جواب لکھا ہے، اس کے چند کلمات نقل کرتا ہوں، جو اختصار کے ساتھ نہایت جامع وبلیغ ہیں، فرماتے ہیں:

"مرحوم کے اوصاف ذکر کے صبر کو متزلزل کرتا ہے، اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ مرحوم کیا تھے؟ اسی کے بنائے ہوئے تھے اور رحمت تھے، اب دیکھیے پسماندگان کے لئے کیا بندوبست ہوتا ہے، وہ قادر ہے، سب کچھ کرسکتا ہے۔ دین کے ہر شعبہ میں خلا واقع ہوگیا۔"

دار العلوم دیوبند میں ایک مرتبہ طلبہ اور بستی والوں میں فساد کی صورت پیدا ہوگئی، طلبہ مظلوم تھے، اس لئے اُن کو اِنتقام کی فکر تھی، جذبات اِتنے مشتعل تھے کہ ان پر قابو پانا طاقت سے باہر تھا۔ حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ کی صدارت میں اساتذہ وطلبہ کا ایک اِجتماع ہوا، اس موقع پر حضرتؒ نے ایک تقریر فرمائی ہے، ظاہر ہے کہ حضرتؒ صرف خطابت کی حیثیت سے ایسے ممتاز خطیب نہ تھے کہ صرف زورِ خطابت سے مجمع پر قابو پاتے، لیکن قدرت نے جو رُوحانی طاقت دی تھی، ایسے موقع پر جو اس کا ظہور ہوا اور جس مؤثر انداز میں تقریر فرمائی، آج پندرہ سال بعد بھی اس کی آواز میری سامعہ میں گونج رہی ہے، موضوعِ تقریر یہ تھا کہ "مظلوم بننا کتنا مفید ہے؟ اور اِنتقام اگرچہ برحق ہو، لیکن اُس حق کو چھوڑنا اللہ تعالیٰ کی کن رحمتوں کا ذریعہ بنتا ہے؟" میں نے دسیوں تقریریں حضرتؒ کی سنی تھیں، لیکن زندگی میں پہلی مرتبہ مشکل ترین وقت میں جہاں لوگوں کے حوصلے ختم ہوچکے تھے، ایسی مؤثر ترین تقریر فرمائی، ایسا محسوس ہورہا تھا کہ آگ پر آسمان سے پانی برس رہا ہے، ایک گھنٹہ کی تقریر میں سارے مشتعل جذبات

ایسے سرد پڑ گئے کہ گویا ایک شیطانی طلسم تھا، فرشتوں کے ظہور سے ایک آن میں ٹوٹ گیا، ہر طرف سکون ہی سکون تھا۔ حضرت مولانا عثمانی رحمہ اللہ نے حضرت علیہ الرحمۃ کی تقریر کے بعد کھڑے ہوکر فرمایا کہ بھائیو! ''اس سے زیادہ میں کیا کہہ سکتا ہوں؟ میرے علم میں بسیط ارض پر شریعت وطریقت وحقیقت کا حضرت مولانا مدنی سے بڑا کوئی عالم موجود نہیں۔'' غالباً الفاظ یہی تھے یا اس کے قریب۔ جب وقت کے بڑے محقق واہل کمال حضرت علیہ الرحمۃ کو اپنی خصوصیات وکمالات میں آیۃ من آیات اللّٰہ اور حجۃ اللّٰہ علی الخلق سمجھتے تھے۔ میری بساط ہی کیا ہے کہ کچھ کہا جاسکے۔ بہرحال اتنا کہہ سکتا ہوں کہ دار العلوم دیو بند کی مسند صدارت پر تقریباً ایک صدی سے جو قوی المنبۃ عارفین محدث جلوہ افروز تھے، حضرت مولانا علیہ الرحمۃ اس کی آخری شخصیت تھے۔ اکابر دیو بند کے قافلہ کے آخری مسافر تھے جو دنیا سے چل بسے۔ انا للّٰہ!

حضرتؒ کا وجود ہندوستان کے اہل علم اور اہل اسلام کے لئے عالم اسباب میں آخری سہارا تھا جو نہیں رہا۔ حضرت شاہ ولی اللّٰہؒ اگر چلے گئے تو شاہ عبدالعزیزؒ وشاہ رفیع الدینؒ اور شاہ اسماعیل شہیدؒ جیسے خلف چھوڑ گئے۔ اگر حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ گئے تو حضرت گنگوہیؒ اور حضرت شیخ الہندؒ جیسی ہستیاں جگہ پُر کرنے کے لئے زندہ تھیں۔ حضرت شیخ الہندؒ گئے تو حضرت تھانویؒ، حضرت مدنیؒ، حضرت مولانا انور شاہؒ، حضرت مولانا خلیل احمد صاحبؒ جیسے حضرات جانشین موجود تھے، لیکن آہ! حضرت مدنی علیہ الرحمۃ ایسی حالت میں اُمت کو چھوڑ گئے کہ ان کے کمالات میں کسی ایک کمال میں ان کا کسی درجہ میں جانشین نظر نہیں آتا۔ یہی وہ چیز ہے جو اُمت اسلامیہ کے لئے صبر آزما حالت ہے۔

سعید بن جبیر رحمہ اللہ کو حجاج نے جب شہید کیا تھا تو خواب میں حجاج کو کسی نے دیکھا تھا، کہا کہ: ''ہر شہید کے قتل کے عوض مجھے ایک ایک مرتبہ قتل کیا گیا لیکن سعید بن جبیر کے قتل پر مجھے ستر مرتبہ قتل کیا گیا۔'' امام احمد بن حنبلؒ سے کسی نے سوال کیا کہ: ''حجاج نے تو صحابہ کو بھی قتل کیا تھا اور سعید بن جبیرؒ تو تابعی تھے؟'' یعنی اس فضیلت کی کیا وجہ ہے؟ فرمایا کہ: ''حجاج نے سعید بن جبیر کو ایسے زمانہ میں قتل کیا کہ رُوئے زمین پر ایسا کوئی نہ تھا جو سعید بن جبیرؒ کے علم کا محتاج نہ ہو۔'' درحقیقت ہندوستان کے مسلمان اور اہل علم و خانقاہ اور مدرسہ والے آج سبھی یتیم ہوگئے۔ فانا للّٰہ وانا الیہ راجعون. اللّٰھم اغفرلہ اللّٰھم ارحمہ اللّٰھم ارفع درجاتہ. آمین!

(ہفت روزہ الجمعیۃ دہلی، شیخ الاسلام نمبر؟)

مولانا عبدالغفار احرار، جھنگ صدر

موصوف نے ہوش سنبھالا اور مجلس احرار اسلام پاکستان سے وابستہ ہوگئے۔ تقریباً نصف صدی مجلس احرار کے پلیٹ فارم سے عقیدۂ ختم نبوت اور ناموس صحابہ کرامؓ کی حفاظت کا فریضہ سرانجام دیا۔

مجلس احرار اسلام پر پابندی لگی تو جانشین امیر شریعت حضرت مولانا سیّد ابوذر ابو معاویہ شاہ (عطاء المنعم) بخاریؒ نے تحفظ ناموس صحابہ کرامؓ کے نام سے احرار کے متبادل نام پر کام کیا۔ تقریری و تحریری سلسلہ جاری رکھا تو مولانا عبدالغفار احرار جانشین امیر شریعتؒ کے دامن سے وابستہ ہوگئے۔ مولانا حافظ غلام حسین مدظلہ جب تقریباً تیس سال پہلے مجلس کے مبلغ بنائے گئے اور ان دنوں آتش جوان تھا۔ مولانا غلام حسین دیوانہ وار عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے شب روز مصروف ہوگئے۔ جب کبھی اجتماعی امور سے متعلق میٹنگ ہوتی تو مولانا عبدالغفار بھی تشریف لاتے راقم کو ۲۰۰۰ء سے ان سے نیازمندی کا سلسلہ جاری ہوا۔ کئی ایک اجلاسوں میں موصوف کو صف اول میں دیکھا۔

۱۹۷۴ء اور ۱۹۸۴ء کی تحریکہائے ختم نبوت میں پروانہ وار حصہ لیا اور ۱۹۷۷ء کی تحریک نظام مصطفیٰ میں بھی دیوانہ وار شریک ہوئے۔ جناب جنرل ضیاء الحق کے دور میں جب مشہور قادیانی سائنس دان ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کو یہودیوں نے بقول ڈاکٹر عبدالقدیر خان نظریات کی وجہ سے نوبل انعام کے نام سے ایوارڈ دیا گیا اور ڈاکٹر سام نے اپنے آبائی علاقہ جھنگ میں آنے کا پروگرام بنایا اور ضلعی انتظامیہ نے اسے پروٹوکول دینے کا اعلان کیا تو جن علماء کرام نے مزاحمت کا اعلان کیا ان میں مولانا عبدالغفار بھی شامل تھے۔ اس احتجاج کا فائدہ یہ ہوا تو ڈاکٹر سام کو پروٹوکول نہ دیا گیا، موصوف کی زندگی مجاہدانہ تھی اور رہن سہن بالکل سادہ۔

مولانا غلام حسن مدظلہ نے فون پر ان کی وفات کی خبر دی اور یہ بھی بتلایا کہ مولانا سیّد محمد کفیل بخاری مدظلہ جھنگ تشریف لائے اور مورخہ ۲ راگست کو جھنگ کے تبلیغی مرکز میں ان کی نماز جنازہ کی امامت کرائی، جس میں سینکڑوں سے متجاوز مسلمانوں نے شرکت کی۔ دوسری نماز جنازہ ان کے آبائی علاقہ کوٹریاں میں ادا کی گئی اور انہیں آبائی قبرستان میں سپرد خاک کیا گیا۔

(مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

اسلامی معاشرے میں

عورت کا مقام، حقوق واختیارات!

مولانا محمد اشرف علی قاسمی محمد پوری

اسلام ''خدا کا اس جہان میں آخری پیغام ہے'' یہ دنیا میں کامیابی وکامرانی کی کلید اور آخرت میں سرخ روئی کا واحد ذریعہ ہے، اسلام درحقیقت نام ہے ان نظریات واحکامات کے مجموعے کا جنھیں خالق کائنات نے انسانوں کی رہبری کے لئے، اپنی جانب سے نازل فرمایا ہے۔

عورت اس کائنات کی ایک عظیم ہستی ہے، اور کیوں کہ یہ بھی بنی نوع انسان میں شامل ہے؛ اس لئے وہ بھی مرد کی طرح اسلام کو اپنانے، دل وجان سے اسے تسلیم کرنے، اس کے عقائد ونظریات کو من وعن قبول کرنے اور احکام واوامر کو بجالانے کی پابند اور مکلف ہے۔

ایک عورت اگر اس دنیا میں کامیابی و کامرانی، عزت وعافیت، قلبی وروحانی سکون کی آرزومند ہے، اور وہ موت کی سختیوں، برزخ کی ہولناکیوں، قیامت کی ہوش ربا پریشانیوں اور جہنم کی تباہ کاریوں سے ''نجات'' کے لئے سنجیدہ اور فکر مند ہے تو اسے اسلامی شریعت کی پاس داری بہر حال کرنی ہوگی اور خود کو احکام الٰہیہ کا پابند بنانا ہوگا؛ خواہ وہ ایمانیات وعقائد سے تعلق رکھتے ہوں یا عبادات و معاشرت سے اور خواہ وہ اس کے مزاج ورواج کے موافق ہوں یا مخالف۔

عورت کے لئے شرعی احکام کی نوعیت:

اسلامی احکام کے تعلق سے یہ بات اجمالی طور سے جاننی چاہئے کہ بعض احکام مرد وعورت دونوں کے لئے یکساں ہیں، (جیسے: ایمان، نماز، روزہ، حج وزکوٰۃ کی فرضیت وغیرہ) اور بعض احکام مردوں کے ساتھ مخصوص ہیں (جیسے امامت، خلافت وغیرہ) اور بعض صرف عورتوں سے تعلق رکھتے ہیں (مثلاً: عدت، سفر میں محرم کا ساتھ ہونا، وغیرہ) ثانی الذکر کے علاوہ باقی دونوں قسم کے احکام اس کے لئے لازم وضروری ہیں۔

عورت نظامِ قدرت میں:

خلقی اور پیدائشی طور پر عورت مرد کی طرح کائنات کی تمام چیزوں سے افضل وبرتر ہے، قدرت نے اسے بھی ان تمام خوبیوں سے مزین کیا ہے جن کی بنا پر وہ ہر مخلوق سے ممتاز، کائنات کی مخدوم، اور قدرت کا شاہ کار ہونے میں مرد کی برابر کی شریک ہے، اسے بھی قوتِ گویائی عطا کی گئی ہے، عقل وخرد سے نوازا گیا، کرامت و شرافت کا تاج پہنایا گیا، پاکیزہ چیزیں اس کی غذا قرار پائیں، تخلیق کے بہترین سانچے میں ڈھال کر اسے ''سر'' بلند کرکے چلنا سکھایا گیا، نسلِ انسانی کے تسلسل میں اسے بنیادی عنصر کی حیثیت دی گئی۔

تاہم جب مرد وعورت کا ایک دوسرے کے بالمقابل جائزہ لیا جاتا ہے تو یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہوجاتی ہے کہ مرد کو عورت پر تخلیقی طور پر تفوق اور برتری حاصل ہے، قدرت نے مرد کی تخلیق اس انداز سے کی ہے کہ وہ مشکل کاموں کو انجام دے سکے، بلند و بالا عزائم کو بروئے کار لاسکے، خوف وخطر کے ماحول میں اپنے حواس سلامت رکھ سکے، سفر کی لمبی لمبی مسافتیں بآسانی طے کرسکے، دشمنوں سے اپنی اور ''اپنوں'' کی عزت وآبرو، جان و مال کی حفاظت کرسکے وغیرہ۔

اس کے برعکس عورت ''صنفِ نازک'' ہے اور اس کی نزاکت و لطافت کی وجہ سے تصویر کائنات رنگین ودل کش ہے، وہ مرد کی بہ نسبت کمزور وکم ہمت ہے، جلد غصہ ہونے والی اور جلد گھبرا جانے والی ہے، گھریلو اور چھوٹے کاموں میں اس کا ذہن خوب چلتا ہے، بچوں کی نفسیات سمجھنے اور ان کی پرورش وتربیت میں اس کا کوئی ثانی ہے نہ بدل وغیرہ، یہی قدرت کا فیصلہ اور فطرت کا ضابطہ ہے، اس حقیقت کا انکار سورج کی روشنی کے انکار کے مترادف ہے اور اس کو مسترد کردینا فطرت سے بغاوت کہلاتا ہے۔

مرد کے بالمقابل عورت کی حیثیت:

اسلام دینِ فطرت ہے، یہ اسی ذات کی جانب سے نازل کیا گیا ہے، جس نے مرد وعورت

کی تخلیق کی ہے؛ اس لئے اسلامی نقطۂ نگاہ سے عورت کی حیثیت کا تعین ہی اصل، افراط وتفریط سے پاک اور مبنی بر اعتدال ہوگا۔

قرآنِ کریم میں مرد کو عورت کا ''قوّام'' یعنی حاکم ونگراں کہا گیا ہے، (نساء: ۳۴) اسی آیت میں آگے ہے: ''فَاِنْ اَطَعْنَکُمْ'' (پھر اگر وہ تمہاری اطاعت کریں) اس میں عورت کو مرد کی اطاعت کا حکم ہے، وراثت کے باب میں ''لِلذَّکَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَیَیْنِ'' (النساء: ۱۱) ارشاد فرمایا یعنی ایک مرد کو دو عورتوں کے برابر حصہ ملے گا، میرے علم کے مطابق قرآن کریم میں صنفی طور پر مرد وعورت کا تذکرہ ''ذکر'' اور ''انثی'' کے لفظ سے پانچ مرتبہ (سورۂ آلِ عمران، سورۂ النساء، النحل، مومن اور الحجرات میں) آیا ہے اور ہر مقام پر ذکر کرنے میں مرد کو عورت پر مقدم کیا گیا ہے، جس سے مرد کی برتری کی جانب اشارہ ہوتا ہے۔

جب حضرت ام سلمہؓ ام المومنین عورتوں کے دل کی ترجمان بن کر بارگاہِ رسالت مآب میں حاضر ہوکر قرآنی آیات میں مردوں کے بالمقابل عورتوں کا تذکرہ ''نہ ہونے کے برابر'' کا شکوہ کرتی ہیں تو رحمتِ الٰہی جوش میں آکر ان کی دل بستگی کے واسطے ایک طویل آیت (الاحزاب) نازل کرتی ہے، جس میں اسلام لانے والی، ایمان قبول کرنے والی، بندگی کرنے والی، سچائی کی خوگر، صبر کی پیکر، خاکساری کی مظہر، صدقہ و خیرات کی دل دادہ، روزہ رکھنے کی شائق، عفت و پاک دامنی کی علم بردار اور رب کے ذکر کی لذتوں سے آشنا، عورتوں کا صراحتاً ذکر کیا جاتا ہے اور ان کے لئے ان کے رب کی جانب سے مغفرت کا وعدہ کیا جاتا ہے اور اجر عظیم کا مژدہ سنایا جاتا ہے؛ مگر...... مردوں کے تذکرے کے ساتھ بلکہ مردوں کے تذکرے کے بعد!...... جی ہاں! منشائے الٰہی یہی ہے۔

شریعت میں صرف عورتوں کی گواہی کا اعتبار نہیں کیا گیا، اور اگر عورت کے ساتھ مرد بھی گواہ ہو تو قرآن کا حکم ہے کہ ایک مرد کے ساتھ دو عورتوں کا ہونا ضروری ہے۔ (البقرہ) اور اگر صرف مرد ہوں تو دو مردوں کی گواہی کافی ہے، نکاح ختم کرنے، امامت، خلافت، امارت قضاء وغیرہ کا حق صرف مردوں کو دیا گیا ہے، مخصوص ایام میں نماز کی معافی، روزے کی تاخیر، عدت، حج اور سفر کے لئے محرم کی شرط، غیر خدا کو سجدہ کی اجازت ہونے پر عورت کو مرد کے سامنے سجدہ ریز ہونے کی تمنا کا اظہار، شوہر کی ناراضگی پر رات بھر فرشتوں کی طرف سے لعنت کی وعید، شوہر کی رضا کے ساتھ انتقال ہونے پر بلا حساب وعذاب جنت میں داخلے کی بشارت سے بھی مزاجِ شریعت اور منشائے نبوت کا پتہ چلتا ہے۔

تو کیا عورت بے حیثیت اور مظلوم ہے؟

اس کے باوجود عورت نہ مظلوم ہے، نہ ہی بے حیثیت، اسلامی معاشرے میں وہ بہ ذاتِ خود ایک بڑی حیثیت اور غیر معمولی اہمیت کی حامل ہے اور اس نے تاریخ کے مختلف ادوار میں اسلام و انسانیت کی بیش بہا خدمت انجام دی ہے۔

عورت کا مقام:

اسلام میں مومن عورت مختلف اعتبار سے اعلیٰ حیثیت ومقام رکھتی ہے؛ اگر وہ ''ماں'' ہے تو اولاد کو حکم ہے کہ ''اس کے ساتھ احسان کرو'' (سورۃ النساء) اگر بوڑھی ہوجائے تو اسے: ''اُف'' تک نہ کہو، اسے ہرگز نہ جھڑکو، اس سے نرم لہجے میں احترام کے ساتھ گفتگو کرو، فرطِ محبت میں اس کے سامنے جھکے رہو اور رب کریم سے اس کے لئے رحمت کی دعا کرتے رہو۔'' (سورۂ نساء مفہوم)

اور یہ بھی کہ ماں کی خدمت کو لازم پکڑو؛ کیوں کہ جنت ماں کے قدموں کے نیچے ہے۔ (حاکم) مرد پر سب سے بڑا حق اس کی ماں کا ہے۔ (حاکم) اسی لئے ایک صحابی کے دریافت کرنے پر کہ میرے حسنِ سلوک کا سب زیادہ مستحق کون ہے؟ آپ کی زبانِ مبارک سے تین بار نکلا: ماں...... پھر ماں...... پھر ماں...... اور پھر باپ۔ (بخاری شریف)

عورت اگر ''بیٹی'' ہے تو جسے بیٹیوں کے ذریعے، ان کی پرورش وپرداخت کے تعلق سے، آزمائش میں ڈالا گیا اور اس نے صبر سے کام لیا اور انھیں اپنی حیثیت کے موافق کھلایا، پلایا اور پہنایا تو یہ چیز اس کے لئے جہنم سے آڑ بن جائے گی۔ (احمد) جس شخص کے کوئی بچی تھی اور اس نے اسے زندہ درگور نہیں کیا، اسے ذلیل نہیں کیا اور نرینہ اولاد کو اس پر ترجیح نہیں دی، تو اللہ اسے جنت میں داخل فرمائیں گے۔ (ابوداؤد) جس نے تین یا دو بچیوں کی پرورش کی، ان کو اچھی تعلیم وتربیت سے آراستہ کرکے ان کا نکاح کردیا، ان کے ساتھ حسنِ سلوک کا معاملہ کیا تو اس کے لئے وعدۂ جنت ہے۔ (ابوداؤد)

اور اگر ''بیوی'' ہے تو نیک بیوی بہترین سامانِ دنیا ہے۔ (مسلم) نیک بیوی سعادت مندی کی علامت ہے۔ (ابن حبان)

مومن عورت کے حقوق:

عام طور پر ذہنوں میں یہ غلط فہمی راسخ ہے کہ حقوق صرف مردوں کے عورتوں کے ذمے

ہیں، جن کی ادائیگی ہر حال میں عورت کو کرنی ہوگی اور بات میں وزن پیدا کرنے کے لئے ان آیات واحادیث کا سہارا لیا جاتا ہے، جن میں:

''مرد کو عورت پر فوقیت دی گئی ہے اور عورت سے کہا گیا ہے کہ مرد کے حقوق کا خیال رکھے، اس کی جان ومال، عزت وآبرو کی حفاظت کرے۔(النساء،درمنثور)

بہترین بیوی اسے قرار دیا گیا ہے جو اپنے ظاہر سے خاوند کے رنج کو مسرت میں تبدیل کردے، شوہر کا حکم بجالائے، اس کی غیر موجودگی میں اپنے نفس اور شوہر کے مال کی حفاظت کرے۔(نسائی)

اگر میں کسی کو کسی شخص کے سامنے سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو عورتوں سے کہتا کہ وہ اپنے شوہروں کو سجدہ کریں۔(ابوداؤد)

مرد پر سب سے بڑا حق اس کی ماں کا ہے، اور عورت پر سب سے بڑا حق اس کے شوہر کا ہے۔(حاکم)

حالانکہ کتاب وسنت میں مردوں کے ذمہ بھی عورتوں کے حقوق بیان کئے گئے ہیں، اور نجات وبخشش کے لئے مردوں پر ان کی ادائیگی کو لازمی قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری ہے:

''عورتوں کے لئے بھی (مردوں پر) اسی طرح کے حقوق ہیں جس طرح کے حقوق عورتوں پر مردوں کے ہیں۔''(البقرہ)

ذیل میں عورتوں کے چند حقوق کی جانب اشارہ کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

میراث:

''مومن عورت'' مردوں کی طرح میراث کی حق دار ہوتی ہے، چنانچہ ارشاد:

''والدین اور رشتہ داروں کے ترکہ میں مردوں کا حصہ ہے، اور اسی طرح والدین اور رشتہ داروں کے ترکہ میں عورتوں کا بھی حصہ ہے ترکہ کم ہو یا زیادہ، حصے متعین ہیں۔''(سورۃ النساء)

مہر، نان ونفقہ اور رہائش:

ارشاد ربانی ہے:

وَآتُوا النِّسَاءَ صَدُقَاتِهِنَّ نِحْلَةً (النساء:۴) ''عورتوں کو ان کی مہریں بخوشی ادا کرے'' اور ''لِيُنْفِقْ ذُوْسَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهِ، وَمَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهُ فَلْيُنْفِقْ مِمَّا آتَاهُ اللهُ '' (طلاق:۷) ''وسعت والا اپنی وسعت کے موافق بیوی کو خرچ دے اور تنگ دست بھی اللہ کے دیئے ہوئے میں سے نفقہ دیا کرے۔'' اور ''أَسْكِنُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِنْ وُجْدِكُمْ'' (طلاق:۶) ''انہیں اپنی حیثیت کے موافق ان مکانوں میں ٹھہراؤ جہاں تم رہتے ہو۔'' اسی سلسلے میں ارشاد نبوی ہے:

''تم پر بیوی کا حق یہ ہے کہ جب کھاؤ تو اسے بھی کھلاؤ. جب پہنو تو اسے بھی پہناؤ، چہرے پر نہ مارو، اسے بد دعا نہ دو، ناراض ہو کر گھر سے باہر نہ نکالو۔'' (الحدیث)

ان نصوص سے معلوم ہوا کہ شادی کے بعد، مہر ادا کرنا، نان ونفقہ اور رہنے کے لئے مکان دینا، بیوی کے بنیادی حقوق ہیں، جو شوہر پر لازم ہیں۔

عورت کے اخلاقی حقوق:

مردوں کا یہ اخلاقی فریضہ ہے کہ وہ عورتوں کے ساتھ حسنِ معاشرت اختیار کریں، نرمی کا برتاؤ کریں، ان کی ہلکی پھلکی غلطیوں کو نظر انداز کریں، کوئی غلطی نظر آئے تو خوبیوں پر بھی نگاہ ڈال لیا کریں، ان کی دل جوئی کی کوشش کرتے رہیں، ان پر خرچ کرنے کو ثواب کی چیز سمجھیں، دو یا دو سے زائد بیویاں ہوں تو ان کے ساتھ عدل وانصاف کریں، چنانچہ ارشاد ربانی ہے: ''وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ۔''(النساء:۹۱) ''عورتوں کے ساتھ خوش اسلوبی کی زندگی بسر کرو'' اور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''انما النساء شقائق الرجال'' (عورتیں طبیعت ومزاج میں مردوں کے مشابہ ہوتی ہیں۔)(ابوداود) ''عورتوں کے ساتھ بھلائی کی وصیت قبول کرو کیونکہ وہ تمہارے یہاں مقید ہیں، تم ان سے (حلال طریقے سے) نفع اٹھانے کے علاوہ ان کی کسی اور چیز کے مالک نہیں ہو۔'' (حاکم) اگر کسی کی دو بیویاں ہیں اور اس کا جھکاؤ

ماہانہ درسِ ختم نبوت جامع مسجد پنوعاقل

پنوعاقل (محمد عزیز گجر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پنوعاقل کے زیر اہتمام ماہانہ درس ختم نبوت کے عنوان پر ۱۸ ستمبر کو جامع مسجد میں بیان کرتے ہوئے، مولانا محمد حسین ناصر اور مرکزی مبلغ مناظر ختم نبوت مفتی محمد راشد مدنی نے کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ مسلمان ساڑھے چودہ سو سال سے کرتے آرہے ہیں اور ہماری سعادت ہے کہ اللہ پاک نے ہمیں اس عظیم کام کے لئے منتخب فرمایا ہے۔ اس پروگرام کو کامیاب کرنے کے لئے حافظ عبدالغفار شیخ غلام شبیر شیخ اور ان دیگر احباب نے بھرپور محنت کی، اللہ پاک سب کو جزائے خیر دے۔ آمین۔

کسی ایک کی جانب ہوگیا (جس کی وجہ سے دوسری کی حق تلفی ہوئی تو) وہ قیامت میں اس طرح آئے گا کہ اس کے جسم کا ایک حصہ جھکا ہوا ہوگا۔(ابوداؤد)''میں تمہیں دو کمزوروں کے حق کے سلسلے میں مشقت میں ڈال کر جارہا ہوں: ا-بیوی، ۲-یتیم کہ ان کی حق تلفی نہ ہو ورنہ مشقت میں پڑ جاؤ گے۔''(احمد)

عورت کے اختیارات:

عورت بے بس اور مجبور بھی نہیں ہے، اسلام نے اس کی عزتِ نفس کا پورا خیال کیا ہے، اور مختلف مواقع پر اپنے حق میں فیصلہ لینے کا اُسے پورا اختیار دیا ہے، ایک بالغ عورت خرید وفروخت کرنے، اپنے مال میں تصرف کرنے، اپنے مال سے صدقہ کرنے، ہدیہ دینے، اپنا نکاح کرنے یا کسی کو اپنے نکاح کا وکیل بنانے کا پورا اختیار رکھتی ہے، ان سب چیزوں میں دوسرے شخص کا فیصلہ اس کی مرضی کے بغیر اس پر نافذ نہیں ہوگا، خواہ فیصلہ کرنے والا اس کا باپ ہو، بھائی ہو، شوہر ہو یا کوئی اور گرچہ نکاح کے باب میں مستحب، پسندیدہ اور حیا وصلہ رحمی کا تقاضا یہی ہے کہ عورت یہ معاملہ اپنے اولیاء کے حوالہ کردے؛ تاہم شرعاً اپنے نکاح کی مالک خود وہی ہے اور اس کی رضا واجازت کے بغیر نکاح منعقد نہیں ہوگا۔

قرنِ اول میں اس ''اختیار'' کی کچھ عمدہ عملی مثالیں بھی ہمیں مل جاتی ہیں مثلاً: ام المومنین حضرت ام سلمہؓ، پہلے حضرت ابوسلمہؓ کے نکاح میں تھیں، بیوہ ہوگئیں، عدت گزرنے کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لے گئے، ساتھ میں حضرت عمرؓ بھی تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں نکاح کا پیغام دیا، آپ تصور کیجیے! یہ پیغام نکاح کائنات کی سب سے عظیم ہستی کی طرف سے تھا، جس کی خوشی ساری کامرانیوں کی کلید اور جس کے حکم کا انکار کسی صحابیؓ تو کیا کسی ادنیٰ مسلمان سے ممکن نہیں؛ پھر بھی حضرت ام سلمہؓ یہ کہتے ہوئے نکاح سے معذرت کرلیتی ہیں کہ:''آپ کا پیغام نکاح سر آنکھوں پر؛ تاہم میرے بچے زیادہ ہیں، میری عمر بھی اب نکاح کی نہیں رہی، اور میرے اندر غیرت وحیا کا مادہ بہت زیادہ ہے، آپ کی زوجیت میں رہتے ہوئے اگر کبھی میری طرف سے آپ کو کوئی تکلیف پہنچ جائے تو یہ بات میرے لئے ناقابلِ تحمل ہوگی۔''(معجم طبرانی)

یہ سن کر آپؐ واپس تشریف لائے اور نہ ان پر کوئی دباؤ ڈالا اور نہ ہی کبیدہ خاطر ہوئے؛ ہاں بعد میں حضرت عمرؓ کی کوشش اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمت بندھانے سے آمادہ ہوگئیں اور نکاح ہوگیا۔

مدینہ میں مغیث نامی ایک غلام شخص تھے، بریرہ نام کی ایک خوبصورت باندی سے ان کا نکاح ہوا، مغیث کالے اور بدصورت تھے، حضرت عائشہؓ نے بریرہ کو خرید کر آزاد کردیا تو اسلامی قانون کی رو سے انھیں مغیث کے ساتھ رہنے یا نہ رہنے کا اختیار ملا، وہ مغیث سے بیزار تھیں اور ان سے چھٹکارہ چاہتی تھیں، ادھر شدتِ محبت کی وجہ سے مغیث کسی طرح انھیں کھونا نہیں چاہتے تھے، اب منظر یہ تھا کہ مغیث بریرہ کے پیچھے چکر لگاتے، روتے اور آنسوؤں سے رخسار تر کرلیتے اور لوگوں سے اپنی اہلیہ کو سمجھانے کی التجا کرتے رہتے، بات بارگاہِ رسالت مآب تک پہنچی، آپ کو مغیث کے حال پر ترس آگیا، آپؐ نے بریرہ کو بلوایا، مغیث بھی اس امید پر پہنچ گئے شاید بات بن جائے گی، آپؐ نے بریرہ سے کہا:''اللہ سے ڈر اور اپنے اختیار کو مغیث کے حق میں استعمال کرلے نہ کہ ان کے خلاف؛ کیونکہ یہ تیرے شوہر ہیں اور ان سے تیری اولاد بھی ہے۔''

حضرت بریرہؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ! یہ آپ کا حکم ہے یا سفارش اور مشورہ؟ آپؐ نے فرمایا: حکم نہیں! سفارش سمجھو، حضرت بریرہؓ نے فرمایا: پھر تو مجھے ان کی ضرورت نہیں؛ چنانچہ ان سے جدا ہوگئیں۔(ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ وغیرہ)

اللہ تعالیٰ زوجین کو اپنے اوامر پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین! •

(بشکریہ ماہنامہ دارالعلوم دیوبند، دسمبر ۲۰۱۷ء)

ختم نبوت کانفرنس، شکارپور

شکارپور.....۷ ستمبر بروز ہفتہ پورے ملک کی طرح رستم گاؤں صادق واند شکارپور میں یوم ختم نبوت کے حوالہ سے مولانا عبدالحکیم مہر، مولانا عبدالحلیم کی زیرنگرانی بعد نماز ظہر تا عصر جامع مسجد میں ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع سکھر کے امیر، مرکزی جامع مسجد کے خطیب قاری جمیل احمد بندھانی، ضلع سکھر کے ناظم مولانا عبداللطیف اشرفی، سکھر کے مبلغ مولانا محمد حسین ناصر اور مجاہد جمیعت مولانا محمد رفیق توحید کے خصوصی بیانات ہوئے۔ علمائے کرام نے فرمایا کہ ۷ ستمبر اسلام اور مسلمانوں کی عظیم فتح کا دن ہے کہ جس دن پاکستان کی منتخب اسمبلی نے قادیانی فتنہ کو کافر قرار دے کر شہدائے ختم نبوت کی روحوں اور مسلمانوں کے دلوں کو سکون بخشا۔ اللہ پاک اس کانفرنس میں تعاون اور کامیابی سے ہمکنار کرنے والوں کو جزائے خیر دے۔

مشائخ رائے پور سے وابستہ یادیں!

گزشتہ سے پیوستہ

تقسیم ملک کے بعد پاکستان آمد:

تقسیم ملک کے بعد میں اپنے خاندان کے ساتھ گوجرہ ضلع لائل پور (فیصل آباد) آ گیا، جو میرا ننھیال ہے، یہاں ہم لوگ پاکستان کے معرض وجود میں آنے کے تقریباً ایک ماہ سے بھی کم عرصے میں گوجرہ پہنچ گئے تھے، جیسا کہ تاریخ سے پتا چلتا ہے کہ ۱۴ راگست کو تقسیم ملک ہوئی۔ ۱۷، ۱۸ راگست کو عیدالفطر کا دن تھا۔ عید کے تیسرے روز ہمارے شہر میں بلا کسی جھگڑے اور ہنگامے کے اچانک صبح ۸، ۹ بجے ایک کتے کو مارنے کے بہانے سے مارو مارو کہتے ہوئے ہندو، سکھ، بلوائی مسلمانوں کو مارنے لگے۔ دو تین مسلمانوں کو بازار میں گولی مار کر مار دیا گیا۔ گوردوارہ کے پاس ایک مسلمان کا گھر تھا، اس گھر میں گھس کر عورتوں، بچوں اور مردوں کو قتل کر دیا، پھر سارا شہر بند ہو گیا۔ مسلمان اپنے اپنے گھروں میں محصور ہو گئے جو مسلمان بہاول نگر پاکستان جانے کے لئے رات سے اسٹیشن پر بمع اہل و عیال اور گھریلو سامان کے بیٹھے تھے، ان کو دہشت پھیلا کر بھگا دیا گیا، بعد میں سامان لوٹنے والوں نے نقدی زیور وغیرہ لوٹ کر باقی سامان کو آگ لگا دی۔

میں بھی اس وقت اپنے چچا شوکت علی کے ساتھ اسٹیشن پر یہ دیکھنے گیا تھا کہ کون کون لوگ پاکستان جا رہے ہیں؟ یکا یک ایک حملہ ہوا تو میں بھی وہاں سے بھاگا، چچا شوکت علی مرحوم پتہ نہیں کدھر گئے، میں جب بھاگ رہا تھا تو اس وقت میرے ساتھ میرے ماموں عبدالغفور مرحوم بھی بھاگ رہے تھے، ہم

جناب حافظ محمد امین صاحب

دونوں جب ریلوے کے گودام کے پاس پہنچے تو ہم نے پیچھے مڑ کر دیکھا بلوائی ہمارے پیچھے نہیں تھے، اس لئے ہم نے وہاں تھوڑا سا سانس لیا، پھر وہاں سے چلتے ہوئے ہمارے مدرسہ کنزالعلوم میں پہنچے، جو شہر کی مغرب کی جانب بالکل آخر میں تھا، وہاں ٹھہرتے وہ علاقہ بھی زیادہ تر غیر مسلموں کا تھا، وہاں جب پتہ چلا کہ بلوائی یہاں حملہ کرنا چاہتے ہیں (یہ خبر ایک غیر مسلم نے دی) کیونکہ اس علاقے کی مسلمان آبادی اسی مسجد قادر بخش میں جمع ہو گئی تھی، پھر وہاں سے جو لوگ اپنے بیوی بچوں کے ساتھ تھے وہ تو پیدل پاکستان کی طرف چل دیئے اور ہم دونوں دوپہر سے جنگل میں پھرتے رہے، پھرتے پھراتے شام کو سورج غروب سے تھوڑا پہلے سکھیرا بستی جو خالص مسلمانوں کی آبادی تھی، وہاں پہنچے، شہر کے مسلمان ایک ہفتہ اپنے گھروں میں محصور رہے۔

اس کے بعد میاں باغ علی صاحب جو ممبر اسمبلی اور پارلیمنٹری سیکریٹری بھی تھے، نے ڈی ایس پی سے کہا کہ ہمیں فورس دیں، تاکہ ہم اپنے مسلمان بھائیوں کو شہر سے یہاں لے آئیں، وہ بھوکے پیاسے ایک ہفتے سے پریشان ہیں، پھر حکومت نے کچھ سپاہی دیئے تو میاں صاحب نے اپنے برادر نسبتی میاں فیض محمد کو پولیس کے ساتھ شہر میں بھیجا، انہوں نے وہاں سے مسلمانوں کو آواز دے کر اپنا نام بتا کر اُن کو گھروں سے نکال کر ایک قافلے کی شکل میں بستی میں لے کر آئے، جہاں تقریباً ایک ہفتہ یا دس دن بعد حکومت نے کچھ فوجی دیئے تو علاقے کے مسلمانوں کا یہ قافلہ جو تقریباً ایک لاکھ مسلمانوں پر مشتمل تھا، صبح دس بجے ابو ہر شہر سے پیدل روانہ ہو کر رات کو تقریباً ایک یا دو بجے صادقیہ نہر کا پُل کراس کر کے پاکستان کی سرزمین میں ریاست بہاول پور کے علاقے منڈی صادق گنج کے قریب صوبے والا اسٹیشن پر پہنچا، وہاں سے مال گاڑی کے ذریعے دوسرے دن شام کو منڈی صادق گنج کے اسٹیشن پر پہنچے۔

میرا اندازہ ہے کہ ہم لوگ گوجرہ میں پہنچنے والے پہلے مہاجر تھے جو انڈیا سے ہجرت کر کے گوجرہ پاکستان میں آئے۔ ابو ہر شہر میں صبح گھر سے نکلنے کے بعد ہم اپنے گھر کی شکل نہیں دیکھ سکے، پندرہ دن بعد پاکستان آ گئے۔

اس سال حالات کی خرابی کے باعث عیدالفطر کی نماز میں نے اور میرے بھائی حاجی محمد اسحاق ویلڈر مرحوم (ملتان) نے نہیں پڑھی، بلکہ اپنے محلے کی مسجد کی چھت پر بیٹھ کر نگرانی کرتے رہے کہ مسلمانوں کی عدم موجودگی کی وجہ سے کوئی ہمارے گھروں پر حملہ نہ کردے۔

گوجرہ میں مہاجرین آنے لگے، جن میں انبالہ والے لوگوں کی اکثریت تھی، اسی وجہ سے حکیم عبدالعلیم صاحب انبالوی جو کہ حضرت اقدس رائے پوری ثانیؒ کے مرید تھے، وہ بھی جب گوجرہ آئے تو ان سے میرا تعلق ہوگیا، بعد میں پتہ چلا کہ آپ بھی حضرت اقدسؒ کے حلقہ مریدین میں سے ہیں، مجھے بڑی خوشی ہوئی، ان کا مطب میرے مکان کی گلی کے بالکل سامنے تھا، پھر ایسا تعلق ہوا کہ جو ان کی وفات تک قائم رہا، پھر حکیم صاحب مرحوم کی وساطت سے خانقاہ رائے پور شریف کے حالات اور حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب رائے پوریؒ تو مسلم کے حالات و واقعات سننے کا موقع ملا، جب کہ پہلے بچپن میں چچا بابو خوشی محمد صاحب مرحوم سے بھی واقعات سنے ہوئے تھے، پھر حکیم صاحب سے سن سن کر بہت خوشی ہوتی۔

ایک مرتبہ حکیم صاحب سے ملنے کے لئے حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب رائے پوریؒ گوجرہ تشریف لائے تو میں اپنے گھر سے اپنی دکان کی طرف جارہا تھا، سامنے سے ایک بزرگ عظیم شخصیت نظر آئی تو اندازہ ہوا کہ یہ مسافر ہیں، باہر سے تشریف لائے معلوم ہوتے ہیں، انہوں نے مجھ سے معلوم کیا حکیم عبدالعلیم صاحب کا مکان کہاں ہے؟ تو میں ان کے ساتھ حکیم صاحب کے مکان پر گیا جو ہم سے پیچھے دوسری گلی میں تھا، وہاں سے پتہ چلا کہ حکیم صاحب شہر سے باہر گئے ہوئے ہیں تو حضرت کو میں اپنے غریب خانے پر لے آیا، ان کو ناشتہ وغیرہ کرایا جو میرا اخلاقی فرض تھا، ان کو دیکھ کر مجھے کچھ کچھ اندازہ ہونے لگا تھا کہ شاید یہی مولانا حبیب الرحمٰن صاحب رائے پوری ہوں گے، کیونکہ حکیم صاحب اکثر اپنا تعلق حضرت سے بتاتے تھے، شام کو حکیم صاحب جب آگئے تو حضرت مولانا حبیب الرحمٰنؒ حکیم صاحب کے ہاں چلے گئے، پھر تصدیق ہوگئی کہ میرا اندازہ صحیح تھا، یوں مجھے حضرتؒ کی میزبانی کا شرف حاصل ہوا جو میرے لئے بہت ہی باعث شرف و عزت ہوا، اسی طرح جب حضرت مولانا حبیب الرحمٰن رائے پوریؒ کے صاحبزادے حکیم محب الرحمٰن گوجرہ تشریف لائے تو وہ بھی اتفاق سے سب سے پہلے مجھے ملے اور حکیم عبدالعلیم صاحب کا پتہ معلوم کیا تو میں نے ان کو بھی حکیم صاحب کے ہاں پہنچایا، یہ شرف بھی مجھے اللہ کے فضل سے ہوا۔

حضرت مولانا حبیب الرحمٰنؒ نے ہی حکیم صاحب مرحوم کے کہنے پر حضرت اقدس رائے پوری ثانیؒ سے ''حزب البحر'' پڑھنے کی مجھے اجازت دلوائی جو میری زندگی کا حاصل ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے ایسے بزرگوں کی صحبت اور معیت ہمیشہ نصیب فرمائے اور ان کو اپنے خاص جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین!

پھر جب بھی میں حضرت اقدس رائے پوری ثانیؒ کی زیارت کے لئے لاہور جاتا تو حضرت مولانا حبیب الرحمٰن رائے پوریؒ فرماتے کہ: ''جو بھی حکیم صاحب سے ملنے گوجرہ جاتا ہے تو سب سے پہلے حافظ امین صاحب سے ملاقات ہوتی ہے۔'' یہ سب انہی بزرگوں کی نظر کرم ہے کہ یہ ناچیز گناہگار اپنی نجات کا انہی حضرات کو ذریعہ سمجھتا ہے اور دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حشر میں بھی انہی حضرات کے ساتھ رکھے۔ آمین۔

حضرت اقدسؒ سے تعلق کے بعد حضرت اقدسؒ نے پڑھنے کے لئے جو معمولات ارشاد فرمائے، میں ان تسبیحات کا اہتمام کرتا رہا، پھر حضرت اقدسؒ سے خط و کتابت بھی جاری رکھی، کچھ عرصے بعد حضرت اقدسؒ نے نفی اثبات اور اسم ذات کی تسبیحات کرنے کا حکم فرمایا، مجھ سے اس کی مداومت نہیں ہوسکی، البتہ کچھ عرصے کے بعد حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد صاحب رائے پوریؒ نے تاکیداً فرمایا کہ کم از کم پانچ اور سات تسبیحات کا باقاعدہ اہتمام رکھیں۔ اب حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوریؒ کی برکات سے میں نے اپنے مقدور بھر اوراد و وظائف کی باقاعدگی شروع کردی ہے۔

بچپن سے جب ان حضرات کی اور دارالعلوم دیوبند کی باتیں سنتا تھا تو دل میں یہ خیال ضرور آتا تھا کہ کبھی اللہ تعالیٰ کو منظور ہوگا تو ان مقامات کی زیارت کروں گا۔ اللہ تعالیٰ کی منشا ہوئی پاکستان بن گیا، بھارت الگ ہوگیا۔

ہم پاکستان میں آگئے، میرے ایک دادا صاحب کی اولاد بھارت (کامٹی) ضلع ناگپور سی پی میں آباد ہے، خوش قسمتی سے ۲۰۰۴ء میں بھارت جانے کا اتفاق ہوا تو حضرت مولانا سعید احمد صاحبؒ سے عرض کیا کہ میری خواہش

اور تمنا ہے کہ میں خانقاہ رائے پور شریف بھی حاضری دوں تو حضرت اقدس نے کمال شفقت فرمائی اور مجھے ماسٹر عبدالوحید صاحب کے نام ایک خط دیا اور مجھے فرمایا کہ آپ ماسٹر صاحب سے کہنا کہ مجھے خانقاہ شریف پہنچانے کا انتظام کردیں تو حسب حکم میں نے بھارت دہلی پہنچ کر ماسٹر صاحب کی خدمت میں حضرت اقدسؒ کا خط بھی پہنچایا اور اپنا مدعا بھی بیان کیا تو محترم ماسٹر صاحب نے مجھے اپنے ساتھ لے جاکر دارالعلوم دیوبند، سہارنپور، مختلف مضافات وغیرہ کی سیر بھی کرائی اور خانقاہ شریف رائے پور حضرات کی قبور کی زیارت سے مشرف فرمایا اور اس سفر میں مجھے کوئی پریشانی نہیں ہوئی بلکہ جے پور، آگرہ، تاج محلہ، فتح پور سیکری، اجمیر شریف میں حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ کے مزار پر اور دہلی میں بزرگوں کے مزارات پر حاضری دی اور حیدرآباد دکن بھی گیا۔ یہ انہی حضرات کی دعاؤں کی برکات سے حاضری نصیب ہوئی، یہ سب میں سمجھتا ہوں کہ میرے شیخ کی مجھ پر اوائل عمر میں جب کہ میں حضرت کی بیعت سے بھی مشرف نہیں ہوا تھا، انہی کا فیض کرم تھا کہ مجھے کہاں کہاں لے گیا اور جہاں بھی گیا، مجھے بہت عزت اور پذیرائی ملی، یہ سب انہی بزرگوں کا فیض ہے، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے انہی بزرگوں کے ساتھ منسلک رکھے، آمین!

حضرت مفتی عبدالخالق آزاد رائے پوری دامت برکاتہم سے توجہ کی درخواست ہے:

''گر قبول اُفتد زہے عزّ و شرف''

☆☆..................☆☆

قانون تحفظ ناموس رسالت کا اور ختم نبوت کا ہر صورت دفاع کریں گے

قادیانی پاکستان کے خلاف عالمی سطح پر جو سازشیں کررہے ہیں اس کا نوٹس لیا جائے

تاریخ ساز ختم نبوت کانفرنس حیدرآباد سے علماء کرام کے خطابات

حیدرآباد (مولانا توصیف احمد) قانون تحفظ ناموس رسالت کا اور ختم نبوت کا ہر صورت دفاع کریں گے۔ قادیانی پاکستان کے خلاف عالمی سطح پر جو سازشیں کررہے ہیں اس کا نوٹس لیا جائے۔ حکومت پاکستان نوجوان نسل کے ایمان کو بچانے کے لئے ملک کے تمام تعلیمی اداروں میں داخلہ فارموں میں ختم نبوت کا حلف نامہ درج کرے۔ ان خیالات کا اظہار مولانا قاری محمد حنیف جالندھری ناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ پاکستان، شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا، سائیں مولانا عبدالمجیب قریشی پیر شریف، مولانا حافظ حمداللہ سابق سینیٹر جمعیت علماء اسلام، مولانا ناصر خالد محمود سومرو، مولانا محمد رفیق جامی، مولانا قاضی احسان احمد، مولانا توصیف احمد اور دیگر علماء کرام نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ۴/اکتوبر ۲۰۱۹ء بعد نماز مغرب منعقدہ تحفظ ختم نبوت کانفرنس میانی روڈ ناور مارکیٹ حیدرآباد میں عظیم الشان اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے کہا کہ آئین پاکستان قادیانیت سے متعلق دفعات کے خلاف سازشوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا جائے گا۔ مولانا اللہ وسایا نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلام آخری نبی ہیں، اب نجات اخروی کا دارومدار صرف اور صرف حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں ہے۔ اجرائے نبوت کا دعویٰ باطل ہے۔ منکرین ختم نبوت اسلامی عقائد و نظریات پر تاویلات و تحریفات کے تیشے چلانے سے باز رہیں۔ سائیں مولانا عبدالمجیب قریشی نے کہا کہ اسلام ایک عالمگیر حیثیت کا حامل دین ہے، جس کی تعلیمات ہر ملک ہر طبقہ اور ہر دور کے لئے قابل عمل ہیں۔ تمام مسلمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ اور صحابہ کرامؓ کے طرز زندگی کو اپنائیں۔ مولانا حافظ حمداللہ نے عوام کے جم غفیر سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ موجودہ حکومت قادیانیوں کی پشت پناہی کررہی ہے، قادیانی ملک و قوم کے خلاف عالمی سطح پر سازشوں میں ملوث ہیں، امریکی صدر کے سامنے پاکستانی آئین کے خلاف پروپیگنڈا اس کی واضح مثال ہے۔ قادیانی اپنی حیثیت تسلیم نہ کرکے ریاست سے بغاوت کے مرتکب ہورہے ہیں اور کوئی معاشرہ باغی کے انسانی حقوق تسلیم نہیں کرتا۔ مولانا ناصر خالد محمود سومرو نے کہا کہ ختم نبوت کے تحفظ اور قادیانیت کے تعاقب کے لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی جدوجہد اپنی تاسیس کے روز اول سے تاحال جاری ہے، انہی کوششوں کا تسلسل یہ عظیم الشان کانفرنس ہے۔ اس موقع پر میں اپنی اور اپنے کارکنوں کی طرف سے بھرپور تعاون کا یقین دلاتا ہوں ان شاء اللہ! مجلس کے اکابرین ہمیں ہر میدان میں اپنے شانہ بشانہ پائیں گے۔ مولانا قاضی احسان احمد نے کہا کہ حکومت پاکستان نوجوان نسل کے ایمان و عقیدہ کی حفاظت کے پیش نظر ملک کے تمام تعلیمی اداروں کے داخلہ فارموں میں ختم نبوت کے حلف نامہ کا اندراج کریں۔ مولانا توصیف احمد نے قراردادیں پیش کیں، کانفرنس رات گئے تک جاری رہی۔

حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانوی رحمۃ اللہ علیہ

(۲)

تصنیفی خدمات

تدریسی زندگی اور تلامذہ:

ہندوستان میں حضرت مولانا کیرانویؒ کو تدریس کا زیادہ موقع نہیں مل سکا۔ حالات ناساز تھے عیسائیت کا فتنہ زوروں پر تھا اور آپ ہندوستان میں نصاریٰ کے بڑھتے ہوئے تسلط کو روکنے کی فکر میں لگ گئے جس کی وجہ سے اطمینان کے ساتھ تعلیم وتدریس کا فیض عام جاری کرنے کا موقع نہ مل سکا تاہم تعلیم سے فراغت کے بعد آپ نے قصبہ کیرانہ میں ایک دینی مدرسہ قائم کردیا تھا، یہ ۱۲۷۰ھ کا زمانہ تھا۔ اس مدرسہ سے سینکڑوں لوگ فیضیاب ہوئے جن میں سے مولانا کے چند ایک تلامذہ کے نام بطورِ خاص قابل ذکر ہیں:

(۱) مولانا عبدالسمیع صاحب رامپوری مصنف حمد باری۔

(۲) مولانا احمد الدین صاحب چکوال۔

(۳) مولانا نور احمد صاحب امرتسری۔

(۴) مولانا شاہ ابوالخیر صاحب۔

(۵) مولانا شاہ شرف الحق صاحب صدیقی مشہور مناظرِ عیسائیت مصنف ’’دافع البہتان واستیصال دینِ عیسوی‘‘۔

(۶) مولوی قاری شہاب الدین صاحب عثمانی کیرانویؒ۔

(۷) مولانا حافظ الدین صاحب دجانویؒ۔

(۸) مولانا امام علی صاحب عثمانی کیرانویؒ۔

(۹) مولانا عبدالوہاب صاحب ویلوریؒ بانی۔

(۱۰) مولانا بدرالاسلام صاحب عثمانی

مرسلہ: جناب خالد محمود صاحب

کیرانویؒ مہتمم حمیدیہ کتب خانہ شاہی قسطنطنیہ۔

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں ناکامی کے بعد مولانا کی گرفتاری اور ضبط جائیداد کے وارنٹ جاری ہوئے، مگر آپ بچ بچا کر مکہ مکرمہ تشریف لے گئے کچھ دن بعد وہاں بھی آپ کا حلقہ درس قائم ہوگیا جو سینکڑوں علماء وطلباء پر مشتمل ہوتا تھا، مکہ مکرمہ میں آپ سے استفادہ کرنے والوں کی تعداد بہت زیادہ ہے، بعض خاص شاگرد جو اپنے وقت کے بڑے علماء واکابر میں سے ہوئے ان کے نام یہ ہیں:

(۱) شریف حسین بن علی سابق امیر حجاز و بانی حکومت ہاشمیہ۔

(۲) شیخ احمد النجارؒ سابق قاضی طائف۔

(۳) شیخ القراء حضرت مولانا قاری عبدالرحمٰن صاحب الٰہ آبادی۔

(۴) شیخ محمد حسین الخیاطؒ بانی مدرسہ خیریہ مکہ مکرمہ۔

(۵) شیخ احمد ابوالخیرؒ مفتی الاحناف مکہ مکرمہ۔

(۶) شیخ اسعد الدہانؒ قاضی مکہ ومدرس مسجد حرام۔

(۷) شیخ عبدالرحمٰن سراج شیخ الائمہ (مفتی الاحناف بمکۃ المکرمہ)۔

(۸) شیخ محمد حامد الجدادی قاضی جدہ۔

(۹) شیخ محمد عابد المالکیؒ مفتی المالکیہ بمکۃ المکرمہ والمدرس بالحرم الشریف۔

(۱۰) شیخ عبداللہ دحلانؒ حرم کے مشہور استاذ۔

خانگی زندگی:

۱۲۵۲ھ میں مولانا مرحوم کی اپنی خالہ کی صاحبزادی سے شادی ہوئی۔ اگلے سال مہاراجہ ہندوراؤ نے آپ کو اور آپ کے والد صاحب کو دہلی بارہ ہندو راؤ میں بلالیا اور حضرت مولانا مرحوم کو اپنا میر منشی مقرر کیا اور آپ کے والد ماجد کو جائیداد کی نگرانی کا کام سپرد ہوا، کچھ عرصہ بعد والد صاحب کا انتقال ہوگیا اور بعض گھریلو مجبوریوں کی بنا پر آپ نے اپنی جگہ اپنے چھوٹے بھائی مولوی محمد جلیل صاحب کو ملازم رکھوایا اور خود علیحدگی اختیار کرلی اور کیرانہ پہنچ کر تدریسی مشاغل کے ساتھ ساتھ ردعیسائیت کے اہم ترین فرضِ کفایہ کی ادائیگی میں مصروف ہوگئے۔

پہلی تصنیف:

حضرت شاہ عبداللہ دہلوی المعروف شاہ غلام علی دہلویؒ جو نقشبندی سلسلۂ طریقت کے ممتاز بزرگ ہیں ان کی خانقاہ میں شاہ عبدالغنیؒ سکونت پذیر تھے۔ انہی کی فرمائش پر مولانا نے اپنی پہلی تصنیف ''ازالۃ الاوہام'' لکھنی شروع کی، ان دنوں برصغیر کی سرکاری اور علمی زبان فارسی تھی، چنانچہ مولانا نے عامۃ الناس کی خاطر کتاب کو فارسی زبان میں لکھا، جس میں عیسائیت کی طرف سے اسلام پر کیے گئے عمومی اعتراضات کے مدلل ومکمل الزامی و تحقیقی، جامع و مسکت جوابات دیئے۔ کتاب زیر تصنیف تھی کہ ایک اہم واقعہ پیش آیا چنانچہ لکھا:

''ازالۃ الاوہام'' زیر ترتیب تھی کہ حضرت مولانا مرحوم تخت علیل ہوئے۔ اٹھنے بیٹھنے اور چلنے پھرنے کے قابل نہ رہے۔ اشارہ سے نماز ادا ہوتی تھی۔ اقربا و اعزا، تلامذہ اور تیمار دار بڑھتی ہوئی کمزوری اور شدت مرض سے پریشان تھے۔ ایک روز نماز فجر کے بعد آپ رونے لگے، تیماردار سمجھے کہ زندگی سے مایوسی ہے۔ اعزا نے تسلی و تشفی کرنی چاہی آپ نے فرمایا: ''بخدا صحت کی کوئی علامت نہیں لیکن ان شاء اللہ! صحت ہوگی۔ رونے کی وجہ یہ ہے کہ خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ حضرت صدیق اکبرؓ بھی ساتھ ہیں۔ حضرت صدیق اکبرؓ فرماتے ہیں: اے جوان! تیرے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ خوشخبری ہے کہ اگر تالیف ازالۃ الاوہام مرض کی وجہ ہے تو وہی باعث شفا ہوگی۔''

حضرت مولانا مرحوم نے فرمایا کہ:

''اس خوشخبری کے بعد مجھے کوئی رنج و ملال نہیں بلکہ مسرور اور خوش ہوں اور فرط مسرت سے یہ آنسو نکل آئے، الحمدللہ! کہ اس کے بعد صحت و عافیت ہوگئی اور ازالۃ الاوہام کی ترتیب و تالیف کا کام شروع کردیا۔''

یہ کتاب مکمل ہوئی اور بڑی تقطیع کے پانچ سو چونسٹھ صفحات ۱۲۲۹ھ ۱۸۴۸ء میں سیّد المطابع شاہ جہاں آباد سے جناب قوام الدین صاحب کے زیر اہتمام چھپی۔ اس میں ایک مقدمہ اور چار ابواب ہیں جبکہ ہر باب میں تین فصول ہیں، مقدمہ میں کتب عہد عتیق وجدید کا تعارف، بائبل کی قابل اعتراض عبارات اور تحریفات کا مفصل بیان ہے۔ باب اول کی فصل اول میں دس اعتراضات کے جواب دیئے گئے ہیں، جن میں مسئلہ نسخ، معراج، شق القمر، حجاب نسواں، وجود جنات، حکمت جہاد، نسب نبوی از اولاد ہاجرہ علیہا السلام خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ فصل دوم میں قرآن عزیز سے متعلق اور فصل سوم میں حدیث سے متعلق دس دس اعتراضات کے جوابات ہیں۔ باب دوم کی فصل اول میں انسانیت و نبوت حضرت مسیح علیہ السلام کا مدلل اثبات ہے، فصل دوم میں عہد جدید سے اور فصل سوم میں عہد عتیق سے حضرت مسیح علیہ السلام کی الوہیت کا بطلان ثابت کیا گیا ہے، باب سوم کی فصل اول میں قوم یہود بنی اسرائیل کی تاریخ واحوال، عادات وقبائح کا ذکر ہے۔ فصل دوم میں ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق حضرت مسیح علیہ السلام کی اٹھارہ پیشینگوئیوں کا مبسوط بیان ہے۔ باب چہارم کی فصل اول میں چار اہم ضروری فوائد بتائے گئے ہیں۔ فصل دوم میں محسن انسانیت سیّد المعصومین صلی اللہ علیہ وسلم پر کیے گئے، دس بڑے اعتراضات کے جوابات ہیں جن کی صدائے بازگشت آج بھی مغربی دنیا اور بے دین حلقوں میں پائی جاتی ہے جبکہ فصل سوم میں توریت، انجیل، صحفِ انبیاء سے رسالت محمدی کے اثبات پر ۲۳ براہین قاطعہ نہایت شرح وبسط کے ساتھ ذکر کیے گئے ہیں۔ مسئلہ تثلیث اور بشارات محمدی پر سیر حاصل بحث اس کتاب کی خصوصیات میں سے ہے۔ ''ازالۃ الاوہام'' کا جو نسخہ ہمارے پیش نظر ہے اس کے حاشیہ پر مولانا سیّد آل حسن مہانیؒ کی کتاب الاستفسار بھی چھپی ہوئی ہے یہی کتاب ازالۃ الاوہام ہمارا موضوع تحقیق ہے جسے اردو ترجمہ، مقدمہ اور تعلیقات کے ساتھ ہم قارئین کی خدمت میں پیش کررہے ہیں۔

میدانِ جہاد میں:

۱۸۵۷ء میں سلطنت مغلیہ کا ٹمٹماتا چراغ گل ہوا اور ہندوستان پر برطانوی استعمار نے اپنے پنجے گاڑ دیئے۔ مسلمانوں نے بھی دشمن کے خلاف مسلح جنگ کا عزم کرکے کئی جگہوں پر کارروائیاں کیں چنانچہ تھانہ بھون اور کیرانہ کا محاذ قائم کیا گیا۔ مجاہدین کی جماعت مدافعت اور مقابلہ کرتی رہی۔ اسی جماعت نے شاملی میں انگریزی فوج پر حملہ کرکے تحصیل شاملی کو فتح بھی کرلیا۔ کیرانہ اور اس کے گردونواح میں حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانویؒ امیر تھے اور چوہدری عظیم الدین صاحب سپہ سالار تھے۔ اس زمانہ میں عصر کی نماز کے بعد مجاہدین کی تنظیم وتربیت کے لئے کیرانہ کی جامع مسجد کی سیڑھیوں پر نقارہ

بجا کر اعلان ہوتا ہے کہ:

''ملک خدا کا اور حکم مولوی رحمت اللہ کا''

بعض ابن الوقت لوگوں کی مخبری اور سازش سے حکومت کو آپ کی تمام سرگرمیوں کی خبر مل گئی، چنانچہ انہوں نے آپ کے نام وارنٹ گرفتاری جاری کردیئے۔ مخبر نے جاسوسی کرتے ہوئے، یہاں تک اطلاع دی کہ مولانا کیرانہ کے ایک محلے میں موجود ہیں، چنانچہ انگریزی فوج نے ٹاپ وتاپ گھوڑوں کی دوڑ کے ساتھ پورے محلے کا محاصرہ کرلیا۔ توپ خانہ نصب کیا، محلے کی تلاشی لی، عورتوں اور بچوں کو ایک ایک کرکے باہر نکالا لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کی حفاظت کی اور آپ دوستوں کے مشورے سے کیرانہ کے قریب ''پنجیٹھ'' نام کے گاؤں میں روپوش ہوگئے۔ گاؤں کے مسلمانوں کا جذبہ اخلاص بھی قابل صدر مبارک باد ہے، جنہوں نے ایک ''باغی'' کو پناہ دی گویا خود کو موت کی دعوت دی۔

ہجرت:

برطانوی فوج کو کسی طرح یہ اطلاع مل گئی کہ مولانا کیرانہ سے نکل کر اس گاؤں میں روپوش ہیں تو انہوں نے یہاں کا رخ کیا، گاؤں والوں کو معلوم ہوا تو انہوں نے مولانا سے گزارش کی کہ کھرپا لے کر کھیت میں گھاس کاٹنے چلے جائیں۔ مولانا بھی تواضع کا پیکر، سادگی کا مجسمہ تھے دیہاتی وضع قطع تھی وہی سر پر پگڑی، لمبا کرتا اور تہبند، لہٰذا کوئی دقت پیش نہیں آئی فوراً کھیتوں میں چلے گئے اور گھاس کاٹنی شروع کردی، انگریزی فوج ان کو تلاش کرتے ہوئے اسی کھیت کی پگڈنڈی سے گزر گئی۔ ان کے وہم وگمان بھی نہ تھا کہ یہ گھاس کاٹنے والا بوڑھا کسان ہمارا مفرور باغی ہے۔ مولانا خود فرماتے ہیں:

''میں گھاس کاٹ رہا تھا اور گھوڑوں کی ٹاپوں سے جو کنکریاں اڑتی تھیں، وہ میرے جسم پر لگ رہی تھیں اور میں ان کو اپنے پاس سے گزرتا ہوا دیکھ رہا تھا۔''

فوج نے گاؤں کا محاصرہ کیا، پورے گاؤں کی تلاشی لی مگر مولانا نہ مل سکے، کیونکہ وہ تو کھیت میں گھاس کاٹنے گئے ہوئے تھے تاہم فوجداری مقدمہ دائر کیا گیا، وارنٹ جاری ہوا اور آپ کو ''خطرناک دہشت گرد'' قرار دے کر گرفتاری کے لئے ایک ہزار روپیہ انعام کا اعلان ہوا۔

انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے کہ قوم کی طرف سے انکار وتکذیب اور ایذا رسانی پر اپنے وطن مالوف سے ہجرت کرنے کی نوبت آتی ہے۔ مولانا کی قسمت میں بھی ہجرت کی سنت پر عمل کرنا مقدر تھا، چنانچہ عزم کرلیا، لیکن ان حالات میں ہجرت کرنا بھی آسان نہ تھا۔ بہرحال اپنا نام بدل کر ''مصلح الدین'' رکھا اور پیدل دہلی روانہ ہوئے، جے پور اور جودھ پور کے خطرناک جنگلوں اور راستوں کو اکیلے پیادہ پا طے کرتے ہوئے سورت پہنچ گئے۔ سورت کی بندرگاہ سے جہاز کا سفر بھی آسان نہ تھا، بحری جہاز چلا کرتے تھے سال بھر میں ایک جہاز مناسب موسم میں سورت سے جدہ جایا کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ کی مدد غیبی ہوئی کہ حسن اتفاق سے جہاز مل گیا اس طرح راہ خدا کا یہ عظیم مجاہد آلام ومصائب کی وادیوں سے گزرتا ہوا اپنی جان پر کھیل کر حرم بیت اللہ مقام امن میں پہنچ گیا اور خلیل اللہ کا بیٹا رحمت اللہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی تعمیر کردہ پناہ گاہ میں آ گیا۔

ضبط جائیداد:

ادھر مولانا مکہ مکرمہ کی طرف عازم سفر ہوئے اُدھر برطانوی حکومت نے آپ پر فوجداری مقدمہ کے بعد خاندان کی تمام جائیداد ضبط کرکے نیلام کرنے کا حکم دیا۔ جائیداد کے نیلام کا یہ فیصلہ ڈپٹی کمشنر کرنال نے ۳۰ رجنوری ۱۸۶۲ء میں کیا۔ پانی پت کے مخبر کمال الدین نامی شخص کی ''مہربانی'' سے یہ جائیداد قرق کرکے نیلام کی گئی نیلام شدہ جائیداد کے کاغذات کا عنوان یہ ہے:

''انڈکس مشمولہ مثل فوجداری مقدمہ عرضی کمال الدین ساکن کیرانہ حال پانی پت مولوی رحمت اللہ باغی۔''

(جاری ہے)

ختم نبوت کانفرنس، گڑھی یاسین

سکھر (محمد عمر گجر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت شکارپور کے زیر انتظام ۲۲ رستمبر بعد نماز عشاء جامع مسجد مدرسہ مجیدیہ میں تحفظ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ کانفرنس سے مولانا محمد حسین ناصر، مولانا ظفر اللہ سندھی، حضرت مولانا قاضی احسان احمد، مولانا محمد طیب میکو، مولانا رشید اللہ شاہ امروٹی، مولانا مفتی محمد طاہر ہالیجوی نے خطاب کیا اور عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت اور فتنہ قادیانیت کی سنگینی سے مسلمانوں کو آگاہ کیا۔ حاجی امداد اللہ پھلپھوٹو نے ہدیہ نعت پیش کیا۔ مولانا عبدالحکیم مہر، مولانا عبدالحلیم مہر نے کانفرنس کو کامیاب کرنے کے لئے بھرپور محنت کی۔ اللہ پاک تمام احباب کو جزائے خیر دے۔

سعودی عرب اور اقوام متحدہ میں

قادیانیوں کی سرگرمیاں!

حرمین شریفین اور حجاج کرام و معتمرین کی مسلسل خدمت کی وجہ سے سعودی عرب پورے عالم اسلام کی عقیدتوں کا مرکز ہے، اور حرمین شریفین کے تقدس و تحفظ کے حوالہ سے سعودی حکومت کے ساتھ ہم آہنگی و یکجہتی کا اظہار بلاشبہ ہمارے ایمانی تقاضوں میں شامل ہے۔ اس کے ساتھ ہی دینی و ملی امور میں راہنمائی کے لئے مسلمانوں کا سعودی عرب بالخصوص ’’رابطہ عالم اسلامی‘‘ اور سعودی علماء و مشائخ کی طرف متوجہ رہنا بھی فطری امر ہے، چنانچہ ۱۹۷۴ء کے دوران جب پاکستان کی منتخب پارلیمنٹ میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کا مسئلہ درپیش تھا تو رابطہ عالم اسلامی کی ایک متفقہ قرارداد نے اس معاملہ میں بنیادی راہنمائی فراہم کی تھی جو ۱۰؍اپریل ۱۹۷۴ء کو اس کے مکہ مکرمہ کے اجلاس میں منظور کی گئی تھی، اور اس میں قادیانیوں کو دائرہ اسلام سے خارج ایک کافر اور اسلام سے باغی گروہ قرار دیا گیا تھا۔ اسی طرح سعودی عرب کے مشائخ عظام و علماء کرام نے مختلف مواقع پر امت مسلمہ کی راہنمائی کی ہے جس کی بدولت اہل اسلام کو بہتر فیصلے کرنے میں مدد ملی ہے۔

مگر گزشتہ دنوں قادیانیوں کے حوالہ سے ایک خبر نے تشویش کا ماحول پیدا کر دیا ہے کہ برطانیہ سے قادیانی راہنما لارڈ طارق احمد نے ایک وفد کے ہمراہ ۱۸؍ستمبر کو سعودی عرب کے وزیر مذہبی امور معالی الشیخ عبداللطیف آل شیخ حفظہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کر کے انسانی حقوق اور مذہبی آزادیوں کے حوالہ سے ان سے مذاکرات کئے ہیں۔ چنانچہ اس حوالہ سے اس حقیقت کی ایک بار

حضرت مولانا زاہد الراشدی مدظلہ

پھر یاددہانی ضروری ہوگئی ہے کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے تمام مکاتب فکر کے علماء کرام نے متفقہ طور پر قادیانیوں کے دونوں گروہوں کو دائرہ اسلام سے خارج ایک کافر گروہ قرار دے رکھا ہے جس کی توثیق ملک کی منتخب پارلیمنٹ نے دستوری ترمیم کے ذریعے ۱۹۷۴ء میں کی تھی اور عدالت عظمیٰ بھی متعدد بار اس کی توثیق کر چکی ہے۔ مگر قادیانی گروہ ان تمام فیصلوں کو مسترد کرتے ہوئے خود کو مسلمان کہلانے اور اسلام کے نام پر اپنے مذہب کے فروغ اور اس کی دعوت پر بضد ہے اور دنیا بھر میں اس انحراف اور بغاوت کا کھلم کھلا اظہار کر رہا ہے۔ جبکہ اس گروہ نے اپنی سرگرمیوں پر پردہ ڈالنے اور عالمی اداروں کے اثر و رسوخ کے ذریعے خود کو مسلمان تسلیم کرانے کے لئے ’’انسانی حقوق‘‘ کا عنوان اختیار کر رکھا ہے، جو سراسر مکر و فریب ہے اور انسانی حقوق کا مذاق اڑانے کے مترادف ہے۔ اسی غرض سے قادیانی گروہ کے نمائندے مختلف مسلمان حکومتوں سے رابطے کر کے اپنی مہم کو آگے بڑھا رہے ہیں، حتیٰ کہ گزشتہ ماہ امریکی صدر ٹرمپ سے ایک قادیانی وفد نے ملاقات کر کے یہی شکایت کی ہے۔

نیز اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں ایک بین الاقوامی این جی او کی طرف سے پیش کردہ

ختم نبوت کانفرنس، سانگھی

سانگھی (محمد عزیز گجر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سکھر کے زیر اہتمام ۲۳؍ستمبر بعد نماز مغرب جامع مکی مسجد سانگھی میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے حضرت مولانا قاضی احسان احمد اور مولانا محمد حسین ناصر نے کہا کہ قادیانی/مرزائی اور یہود و نصاریٰ مسلمانوں کے دلوں سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت نکالنا چاہتے ہیں، لیکن الحمدللہ! مسلمان سب کچھ برداشت کر سکتا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بے وفائی نہیں کر سکتا۔ کانفرنس کو کامیاب کرنے کے لئے مولانا محمد حامد اور مولانا عبدالباسط اور ان کے دیگر احباب نے بھرپور محنت کی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع سکھر کے نائب ناظم حافظ عبدالغفار شیخ کا خصوصی طور پر سندھی میں بیان ہوا۔

مختلف تجاویز اس وقت زیر بحث ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ حکومت پاکستان سے قادیانیوں کے بارے میں ملک کے دستور و قانون کی دفعات پر نظر ثانی کے لئے کہا جائے۔ جبکہ اس سلسلہ میں پاکستان شریعت کونسل نے پاکستان کے وفاقی وزیر مذہبی امور صاحبزادہ ڈاکٹر نور الحق قادری سے باضابطہ درخواست کی ہے کہ اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کی متعلقہ کمیٹی میں زیر بحث اس مسئلہ کو معمول کی کاروائی سمجھنے اور محض سفارتی عملہ کی صوابدید پر چھوڑ دینے کی بجائے حکومت پاکستان کی طرف سے نمائندگی اور وکالت کے لئے سرکردہ علماء کرام اور ممتاز قانونی ماہرین کا وفد بھیجا جائے، جیسا کہ جنوبی افریقہ کی سپریم کورٹ میں زیر بحث اسی مسئلہ کے لئے سرکاری وفد بھیجا گیا تھا جس نے سپریم کورٹ آف جنوبی افریقہ کو صحیح فیصلہ کرنے میں مدد دی تھی اور وہ فیصلہ مسلمانوں کے حق میں ہوگیا تھا۔

اس پس منظر میں ہمارا خیال ہے کہ برطانیہ کے قادیانی لارڈ طارق احمد کی سعودی عرب کے وزیر مذہبی امور سے مذکورہ ملاقات دنیا بھر کے مسلمانوں اور خاص طور پر عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے مسلسل محنت کرنے والے علماء کرام اور جماعتوں کے لئے باعث تشویش ہے۔ چنانچہ سعودی وزارت مذہبی امور سے ہماری استدعا ہے کہ قادیانی جماعت کو ایسی ملاقاتوں سے غلط فائدہ اٹھانے کا موقع نہیں ملنا چاہیے اور اس حوالہ سے جلد کوئی نہ کوئی وضاحت سامنے آنی چاہیے تاکہ مسلمانوں کا اضطراب دور ہو، کیونکہ المملکۃ العربیہ السعودیہ حرمین شریفین کی مسلسل خدمت وانتظام اور ملت اسلامیہ کے مسائل میں مخلصانہ توجہات کی وجہ سے مسلمانان عالم کی عقیدت ومحبت کا مرکز ہے اور دنیا بھر کے مسلمان راہنمائی کے لئے اس کی طرف دیکھتے ہیں، اس لئے اس کی طرف سے ایسے کسی معاملہ میں ہلکی سی لچک کا شبہ بھی مسلمانوں کے لئے تشویش و اضطراب کا باعث بن جاتا ہے۔

اس کے ساتھ ہی ہم اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں وزیراعظم پاکستان جناب عمران خان کے حالیہ خطاب کا خیرمقدم کرتے ہوئے اسے وقت کی اہم ضرورت کی طرف پیشرفت سمجھتے ہیں اور ترکی، ملائیشیا اور پاکستان کی طرف سے مغرب کی ''اسلام فوبیا مہم'' کا مقابلہ کرنے کے لئے مشترکہ میڈیا چینل کے قیام کے اعلان کو بھی خوش آئند قرار دیتے ہیں۔

(روزنامہ اوصاف اسلام آباد، ۲۹ ستمبر ۲۰۱۹ء)

تحفظ ختم نبوت کورس، سکھر

سکھر (مولانا محمد حسین ناصر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سکھر کے زیر اہتمام دوروزہ تحفظ ختم نبوت کورس جامعہ اشرفیہ سکھر میں صبح ۱۰ تا ۱۲ بجے تک اور ظہر ساڑھے تین تا عصر نماز تک جامعہ دارالعلوم سکھر میں منعقد ہوا۔ ان دو مدارس کے دو دن کے کورس میں سینکڑوں طلبا نے شرکت کی۔ سکھر کے مبلغ مولانا محمد حسین ناصر نے ابتدائی بیان وکورس کی غرض وغایت بیان کی اور جماعت کی طرف سے طلبا وطالبات کو کاپیاں مفت دی گئیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رحیم یار خان کے مرکزی مبلغ مفتی محمد راشد مدنی نے جامعہ اشرفیہ و جامعہ دارالعلوم میں طلبا کو لیکچر دیتے ہوئے کہا کہ ہمارا اور قادیانیوں کا اختلاف فروعی نہیں، اصولی ہے۔ قادیانی قرآن واحادیث میں تحریف کرتے ہیں۔ یہ اپنے کفر پر اسلام کا لیبل لگاتے ہیں اور پوری امت مسلمہ کو کافر کہتے ہیں۔ لہٰذا ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم اپنی نسل کو اس قادیانی فتنہ کے دجل وفریب سے آگاہ کریں۔ مفتی محمد راشد مدنی نے جامعہ اشرفیہ، جامعہ دارالعلوم سکھر، جامعہ فاطمۃ الزہرا للبنات، جامعہ اشرفیہ للبنات کے طلبا وطالبات کو دودن کے لیکچروں میں بھرپور ذہن سازی کرتے ہوئے کہا کہ قادیانیت کسی مذہب کا نام نہیں بلکہ یہ یہود ونصاریٰ کے ایجنٹوں کا ایک گروہ ہے جو اسلام کا لبادہ اوڑھ کر مسلمانوں کو نقصان اور نئی نسل کے لئے زہر قاتل ہے۔ الحمدللہ! کورس کو کامیاب کرنے کے لئے محمد عزیر اور اس کے ساتھیوں نے بھرپور محنت کی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع سکھر کے امیر قاری جمیل احمد بندھانی، ناظم مولانا عبداللطیف اشرفی نے سرپرستی کی، جامعہ اشرفیہ کے استاذ الحدیث مفتی محمد شفیع مدظلہ و دیگر اساتذہ کرام دارالعلوم سکھر کے اساتذہ نے بھرپور تعاون کیا اللہ پاک تمام احباب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

نزولِ عیسیٰ علیہ السلام اور مرزائی عقیدہ!

تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء کی تحقیقاتی عدالت میں مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ کا تحریری بیان

قسط:۱۵

"اینکہ منم کہ حسب بشارات آمدم عیسیٰ کجاست تابنہد پابمنبرم" (دافع البلاء ص۲۰، خزائن ج۱۸ص۲۴۰) کیسا توہین آمیز لہجہ ہے۔

پھر حقیقت الوحی میں صاف اعلان ہے کہ پہلے عقیدہ تھا کہ: "مجھے مسیح ابن مریم سے کیا نسبت ہے۔ وہ نبی ہے اور جب کوئی امر میری فضیلت کے بارہ میں ظاہر ہوتا میں اس کو جزوی فضیلت پر محمول کرتا۔ لیکن خدا کی بارش کی طرح وحی نے مجھے اس عقیدہ پر قائم رہنے نہ دیا۔"

۹......عام انبیاء علیہم السلام کی توہین کی۔

۱۰......آنحضرت ﷺ کی شان پاک میں جو جو آیتیں نازل ہوئی تھیں وہ اپنے شان میں نازل کرائیں۔ مثلاً: "وما ارسلناک الا رحمۃ للعلمین (الانبیاء:۱۰۷) وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی (النجم:۳،۴)" اسی طرح حدیث قدسی: "لولاک لما خلقت الافلاک" (اے مرزا تو نہ ہوتا تو میں آسمانوں کو پیدا نہ کرتا) اور سب سے بڑھ کر یہ کہ "کن فیکون" کے اختیارات بھی حاصل کئے اور یہ وحی نازل کرائی۔ "انما امرک اذا اردت شیاء ان تقول لہ کن فیکون" (ضمیمہ حقیقت الوحی ص۸۶، خزائن ج۲۲ص۷۱۴) یہ سب باتیں بمعہ دیگر خرافات کے حقیقت الوحی کے الہامات میں درج ہیں۔

تمام مرزائی لٹریچر میں چند باتیں ہیں جن کا بار بار اعادہ کیا جاتا ہے۔ نبی آسکتے ہیں۔ مسیح ابن مریم مرگیا۔ اب اس کی جگہ میں خود آگیا ہوں۔ انبیاء سے وحی سمجھنے میں غلطی ہوسکتی ہے۔ آنحضرت ﷺ سے بھی کئی بار غلطیاں ہوئیں۔ علماء ومشائخ، یہودی، سور وغیرہ وغیرہ ہیں۔ انگریز کی خوشامد واطاعت جہاد کی منسوخی اور خونی مہدی کی مخالفت۔ میرے معجزات لاکھوں ہیں۔ پھر نمبروار گناتا ہے۔ میری شان بڑی ہے۔ حسین رضی اللہ عنہ سے بڑی ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام سے بڑی ہے۔ علی رضی اللہ عنہ سے بڑی ہے۔ میرے کمالات بجز آنحضرت ﷺ تمام انبیاء سے زیادہ ہیں۔ میرا زمانہ فتح مبین کا زمانہ ہے۔ غلبہ اسلام کا زمانہ ہے۔ اب دنیا بھر میں سلطانی فیض میرے واسطے کے بغیر کسی کو نہیں مل سکتا۔ میں آدم ثانی ہوں۔ شیطان کو آخری شکست میرے ہاتھ سے ہوتی ہے۔ میرے معجزات کا شمار نہیں۔ یہ طاعون اور زلزلے سب میرے معجزات ہیں۔ آریوں کی ایسی تیسی۔ عیسائیوں کی ایسی تیسی۔ علماء کی ایسی تیسی، مشائخ کی ایسی تیسی، انگریز خدا کی رحمت ہیں۔ خدا کا سایہ ہیں۔ وہ میری پناہ گاہ ہیں۔ میں ان کے لئے تعویذ ہوں۔ ان کی اطاعت فرض ہے۔ ان کی مخالفت ولد الحرام کا کام ہے۔ میرے مخالف جنگل کے سور ہیں۔ ولد الزنا ہیں۔ حرام زادے ہیں۔ ان کی عورتیں کتیوں سے بدتر ہیں۔ مولوی سعد اللہ بہت سے بے وقوفوں کا نطفہ ہے۔ پیر مہر علی شاہ چور ہے۔ گولڑے کی زمین اس کی وجہ سے لعنتی ہوگئی۔ مولوی ثناء اللہ عورتوں کی عار ہے۔ میرے بیٹے محمود نے دو دفعہ ماں کے پیٹ کے اندر باتیں کیں۔ اس کی بڑی شان ہے۔ اس کو بھی یاد رکھو۔ یہ گویا خدا آسمان سے اتر آیا ہے۔

۱۱......اس کے سوا اسلام کی بنیادی تعلیم توحید کی مٹی پلید کرنے کی کوشش کی ہے۔ لکھا ہے کہ خدا نے مجھے کہا تو میری توحید کی جگہ ہے تو میرے بیٹے کی جگہ ہے۔ میں (خدا) سوتا بھی ہوں اور جاگتا بھی ہوں۔ خدا تیرے اندر اتر آیا۔ میں نے کشف میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں۔ پھر میں نے زمین وآسمان پیدا کئے۔ (اعجاز المسیح ص۱۰۱،۱۰۲) میں مرزا لکھتا ہے: "ان الرحمٰن محمد ان محمد الرحمٰن" یعنی رحمٰن محمد ہے اور محمد رحمٰن ہے۔ (توضیح المرام) میں خدا کو تیندوے سے تشبیہ دی ہے۔ ایک وحی یہ ہے: "ربنا عاج" کہ ہمارا رب ہاتھی دانت ہے۔ مرزا کا خدا کبھی عربی بولتا ہے کبھی اردو اور کبھی انگریزی۔

۱۲......(نزول المسیح) میں متعلیانہ شان سے مرزا قادیانی کہتا ہے۔ آدم نیز احمد مختار در برم جامہ ابرار اور آگے چل کر کرم نیم زاں ہمہ بروے

یقین ہر کہ گوید دروغ است لعین۔ اس کا ترجمہ ظاہر ہے کہ میرے جامہ میں تمام ابرار ہیں۔ میں آدم بھی ہوں اور احمد مختار (یعنی آنحضرت ﷺ) بھی۔ ان سب سے یقیناً کم نہیں ہوں جو کم کہے وہ ملعون ہے۔ لیجئے! اس میں اپنی شان کسی پیغمبر سے کم نہیں رکھی۔ حتیٰ کہ آنحضرت ﷺ سے بھی۔

غرضیکہ مرزا قادیانی کا لٹریچر کفریات مغلظات سے بھرا پڑا ہے۔ جن میں سے ہر ہر بات بجائے خود توہین اسلام اور تکذیب دین کی نشانی ہے اور اگر مرزا غلام احمد قادیانی کافر نہیں ہوسکتا تو پھر دنیا میں کوئی بھی کافر نہیں ہوسکتا۔

کافر کی امت:

ظاہر ہے کہ حسب ارشاد آنحضرت ﷺ اس دجال کی جو امت ہوگی وہ بھی کافر ہوگی۔ کافر کی امت کا کافر ہونا ضروری ہے۔ چاہے وہ لاہوری مرزائی ہوں یا قادیانی۔ کیونکہ صرف نبوت کی نفی کر کے لاہوری پارٹی مرزا قادیانی کے تمام لٹریچر کی تصدیق کرتی۔ اس کو منجانب اللہ قرار دیتی اور مرزا قادیانی کو مسیح تصور کرتی ہے۔ نزول مسیح ابن مریم کے عقیدہ کا انکار کر کے مرزا قادیانی کی مسیحیت پر دونوں پارٹیاں متفق ہو جاتی ہیں۔ جہاں سے گنگا جمنا کفر مل کر بہتا ہے۔ دنیائے اسلام کا کوئی فرد اس سے انکار نہیں کر سکتا کہ جو شخص ابولہب یا فرعون کو مسلمان کہے وہ قرآن کی تکذیب کی وجہ سے دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے گا۔ اسی طرح مرزا قادیانی جیسے کھلے کافر کو مسلمان کہنے والا بھی کافر ہو جائے گا۔ مرزا قادیانی کے عقائد اور لٹریچر سے واقف ہونے کے بعد جو شخص اس کو کافر سمجھنے کی بجائے مسلمان سمجھے۔ وہ خود دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے گا۔ چہ جائیکہ مجدد کہے یا مسیح یا بزرگ اور لاہوری پارٹی تو مرزا قادیانی کے مندرجہ بالا تمام عقائد وکفریات کی تصدیق کرتی ہے۔ بلکہ اس میں ایک منافقانہ نشان کا اضافہ بھی ہے کہ وہ یہ کہہ کر کہ ہم نبوت ختم سمجھتے ہیں۔ عام مسلمانوں کو دھوکہ دے کر اپنا کفر چھپانے کی کوشش کرتے ہیں۔

مسئلہ کی مزید وضاحت:

یہ مسئلہ اتنا دقیق نہیں کہ اس پر زیادہ زور دیا جائے۔ تاہم ایک مثال سے اس کی وضاحت ضروری ہے۔ ایک شخص جانتا ہے کہ رام داس بت کا پجاری ہے۔ وہ اس کو باوجود اس کے مسلمان سمجھتا ہے۔ یہ شخص خود اسی وقت کافر ہو جائے گا۔ کیونکہ اس طرح اس نے بت پرستی کو اسلام کے منافی نہ سمجھا جو قرآن پاک اور آنحضرت ﷺ کی تکذیب ہے۔ پس کھلے کافر کو مسلمان قرار دینا موجب کفر ہے۔ اس طرح لاہوری اور قادیانی ہر دو کفر کے سرچشمہ سے فیض حاصل کرتے ہیں۔ کافر کے امتی اور مرید ہیں۔ اس کو مسیح مانتے ہیں۔ بنابریں دونوں کا ایک ہی حکم ہوگا۔

ایک دجل وفریب کا جواب:

بعض لوگ اسلامی حدود کی تعیین اور کفر واسلام کی تفریق مٹانے اور علماء کی مساعی کو بدنام کرنے کے لئے یہ فریب اختیار کرتے ہیں کہ علماء ایک دوسرے کو کافر کہنے سے خود کافر ہوگئے ہیں۔ کیونکہ دوسرے کو کافر کہنے سے آدمی خود کافر ہو جاتا ہے اور اس سلسلہ میں ایک روایت کی آڑ لیتے ہیں کہ جس نے دوسرے کو کافر کہا وہ دونوں میں سے ایک پر ضرور پڑے گا۔ ”او کما قال“

ہم مانتے ہیں کہ کھلے کافر کو جس طرح مسلمان سمجھنا کفر اور اسلام کی تکذیب ہے۔ اسی طرح ایک کھلے مسلمان کو یہ جانتے ہوئے کہ یہ قرآن وسنت وسلف صالحین سے ایک انچ ادھر ادھر ازراہ عمل یا عقیدہ نہیں جاتا اور نہ ان کے خلاف کسی بات کو مانتا ہے۔ پھر بھی اس کو عقیدۃً کافر سمجھے۔ اس شخص کے کفر میں بھی کوئی شک نہیں۔ ایک بطور گالی کے کافر کہہ دینا ہے اور ایک کافر سمجھنا ہے۔ اگر حقیقتاً ایک سچے صحیح العقیدہ مسلمان کو ایک شخص کافر سمجھتا ہے تو وہ اس صحیح اسلام کی تکذیب کی وجہ سے یقیناً کافر ہو جائے گا۔ جیسے ایک کھلے کافر اور مرتد کو مسلمان تصور کرنے سے کافر ہوتا ہے تو بات صاف ہوگئی کہ جب ایک آدمی دوسرے کو کافر کہتا ہے تو اگر کسی صریح کفر کے سرزد ہونے کی وجہ سے ہے تو کفر اپنے محل پر جائے گا۔ لیکن اگر وہ صاف وصریح مسلمان ہے اور یہ اسی صحیح اسلام کی وجہ سے اس کو کافر کہتا ہے تو اس کا خود کافر ہونا اظہر من الشمس ہے۔ باقی رہا کہ پارٹی کا دوسری پارٹی کو یا ایک آدمی کا دوسرے آدمی کو کسی نظری اور دقیق مسئلہ کی وجہ سے کافر کہنا تو ظاہر ہے کہ اگر مخاطب اس کفر کا مستحق ہے تو کفر اپنے محل پر چسپاں ہوا۔ ورنہ اس کا وبال کہنے والے پر ہوگا۔ یعنی اس اطلاق کفر کا اس کو گناہ ہوگا۔ حدیث کے سمجھنے کے لئے بھی ایمانی بصیرت کی ضرورت ہوتی ہے۔ جیسے مخاطب پر کفر کا پڑ جانا کافر کہنے کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ خود اس کے غلط عقیدہ کی وجہ سے لفظ کافر اس پر برمحل منطبق ہوا ہے۔ اسی طرح کافر کہنے والے کو اس کہنے سے کافر نہیں کہہ سکتے۔ البتہ غلط کہنے کا وبال اس پر پڑے گا۔ قرآن پاک میں اس کی مثال موجود ہے جو شخص کسی پاک پر زنا کی تہمت لگائے اگر ثابت کر سکے اس کو زنا کی سزا مل جائے گی۔

ورنہ زانی کہنے کا وبال اس پر پڑے گا۔ جس کا مطلب یہ نہیں کہ یہ زانی قرار دیا جا کر اس کو زنا کی سزا دی جائے گی۔ بلکہ اس کو شرعی اصطلاح میں قذف کہا گیا ہے اور اس کو اس قذف (یعنی زنا کی گالی) کی سزا دی جائے گی۔ جسے حد قذف کہتے ہیں اور آئندہ اس جھوٹے کی شہادت قبول نہ ہوگی جب تک توبہ نہ کرے۔

ایک اور مثال ہے۔ مرزا قادیانی نے نہ ماننے والے مسلمانوں کو ذریۃ البغایا، کنجریوں کی اولاد کہا ہے۔ حالانکہ کسی کو ماننے یا نہ ماننے سے نسب پر کوئی اثر نہیں پڑ سکتا۔ لیکن اس غلط گالی کی وجہ سے ہم مرزا غلام احمد قادیانی کو ولد الزنا نہیں کہہ سکتے کہ اگر مخاطب ذریۃ البغایا نہیں (جو یقیناً نہیں) تو پھر مرزا ذریۃ البغایا ہیں۔ ہاں! مرزا قادیانی پر اس دروغ گوئی اور گالی کا وبال پڑے گا۔ قیامت میں تو پڑے گا ہی اگر اسلامی حکومت ہوتی تو یہاں بھی سزا بھگتنی پڑتی۔ مرزا قادیانی کا کفر اتنا صاف و صریح ہے کہ عالم اسلام کا کوئی عالم اس کو اور اس کے متبعین کو مسلمان نہیں کہتا اور جو لوگ آپس میں بھی کم یا زیادہ اختلاف رکھتے ہیں۔ وہ بھی ان کے کفر میں متفق ہیں۔ پھر لطف یہ ہے کہ یہ مرزائی خود تمام عالم اسلام یعنی چالیس کروڑ مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں اور وہ بھی خود مرزا قادیانی کی تعلیم کی روشنی میں اور ان کو نہ ماننے کی وجہ سے لیکن باوجود اس کے یہ تنگ خیال سمجھے گئے۔

(جاری ہے)

مجلس سکھر کی سرگرمیاں

تحفظ ختم نبوت اجلاس

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سکھر زیر اہتمام سہ سالہ انتخابی اجلاس ۲۷ر اگست بروز پیر دفتر عالمی مجلس تحفظ کتم نبوت میں منعقد ہوا جس میں سکھر شہر کے ممتاز علماء کرام اور معززین شہر نے شرکت کی۔ مشاورت و اتفاق رائے سے ان عہدیداروں کا اعلان کیا گیا۔ سرپرست اول مولانا ابو محمد، مولانا اسد اللہ، مولانا محمد حنیف، امیر مولانا قاری جمیل احمد بندھانی، نائب امیر مولانا سعود افضل ہالیجوی، نائب امیر دوم الحاج مولوی محمد حسن جتوئی پنو عاقل، ناظم حضرت مولانا عبداللطیف اشرفی، نائب ناظم حافظ عبدالغفار شیخ، خازن محمد شکیل شیخ، ناظم تبلیغ مولانا مفتی محکم الدین مہر، پریس سیکریٹری محمد سعد شیخ، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع سکھر کے مبلغ مولانا محمد حسین ناصر نے ان حضرات کا اعلان کیا اور تمام حضرات علماء و معززین نے ان کی تائید کی۔

سہ سالہ انتخابی اجلاس

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت جونگل کا سہ سالہ انتخابی اجلاس ۱۲ر ستمبر کو جامعہ مسجد جونگل میں ہوا۔ علاقہ کے علماء کرام، مختلف جماعتوں کے ذمہ داروں نے شرکت کی۔ سکھر کے مبلغ مولانا محمد حسین ناصر نے مہمان خصوصی کے طور پر شرکت کی اور بیان کیا۔ آخر میں ان عہدیداروں کا اعلان کیا: سرپرست سائیں عبدالحئی، نگران حاجی منظور احمد، امیر حاجی ناظم الدین، نائب امیر سائیں محمد امین، ناظم آفتاب احمد، نائب منیر احمد، مالیات فاروق احمد، پریس سیکریٹری محمد ایوب۔

لکھی غلام شاہ کا اجلاس

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حلقہ گوٹھ حاجی گل محمد موتی تعلقہ لکھی غلام شاہ کا اجلاس منعقد ہوا، جس میں مبلغ سکھر مولانا محمد حسین ناصر کی مشاورت کے ساتھ مقامی یونٹ کے ذمہ داروں کا اعلان کیا۔ سرپرست مولانا محمد اسلم مہر، نائب سرپرست عبدالقدیر مہر، نگران مستری نیاز اللہ ابڑو، امیر مولوی حبیب اللہ ابڑو، نائب امیر تنویر احمد ابڑو، ناظم محمد رمضان، ناظم تبلیغ حبیب اللہ، ناظم پریس محمد سلمان، خازن محمد طالب ابڑو، نام یونٹ: سید عطاء اللہ شاہ بخاری۔

ختم نبوت کانفرنس آدم شاہ کالونی سکھر

سکھر (محمد مبشر حسین) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سکھر کے زیر اہتمام آدم شاہ کالونی سکھر میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس زیر صدارت امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع سکھر قاری جمیل احمد بندھانی، زیر نگرانی ضلعی ناظم مولانا عبداللطیف اشرفی منعقد ہوئی۔ کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے مولانا قاضی احسان احمد کراچی، مولانا محمد حسین ناصر سکھر، مولانا حافظ عبدالغفار شیخ، مولانا محمد امان اللہ جمالی، مولانا قاری جمیل احمد بندھانی، مولانا عبداللطیف اشرفی و دیگر علماء کرام نے اپنے بیان میں عقیدہ ختم نبوت، حیات عیسیٰ علیہ السلام، ظہور مہدی علیہ الرضوان کے حوالہ سے تفصیل سے گفتگو کی۔ حافظ محمد ابوبکر صفدر نے ہدیہ نعت پیش کیا۔ کانفرنس کو کامیاب کرنے کے لئے حضرت مولانا مفتی محکم الدین مہر نے اشتہارات کی چھپائی سے لے کر آخری مہمان کی روانگی تک بھرپور محنت کی اور کانفرنس الحمدللہ! بھرپور کامیاب رہی۔ حضرت مفتی صاحب کے ساتھ ان کے رفقاء کرام خاص طور پر مولانا عبیداللہ انصاری، محمد عزیز گجر، منیر احمد مہر، علاقہ کے علماء کرام نے بھرپور ساتھ دیا۔ مدنی مسجد کی انتظامیہ نے بھرپور تعاون کیا۔ اللہ پاک ان تمام حضرات کو جزائے خیر دے۔

ایک عظیم علمی، ادبی، سوانحی اور تاریخی شاہکار دستاویز

چمنستانِ ختمِ نبوّت کے گلہائے رنگارنگ

ایسے ۹۴۴ نفوسِ قدسیہ کا تذکرہ و سوانح، حالات و حکایات جنہوں نے عقیدہ ختم نبوت کے لئے خدمات سر انجام دیں۔

ترتیب
شاہینِ ختمِ نبوّت
مولانا اللہ وسایا مدظلہ

تین جلدوں کا مکمل سیٹ
قیمت صرف 500 روپے

عالمی مجلسِ تحفظِ ختمِ نبوّت
حضوری باغ روڈ، ملتان پاکستان 061-4783486